January 2010

News & Views

Khabr-o-Nazar

جنوری ۲۰۱۰ء

خبر و نظر

News & Views
Khabr-o-Nazar
خبر و نظر

Issue No:1 شمارہ نمبر: 1

Table of Contents
فہرست مضامین

Editor's Corner
3 گوشۂ مدیر

Khabr Chat
4 قارئین کی آراء

Winning Articles
6 انعام یافتہ مضامین

We Come As a Partner Not a Patron: Secretary Clinton
8 ہم شراکت دار بننا چاہتے ہیں، سرپرست نہیں: وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن

President Obama Receives Nobel Prize – Picture Gallery
12 صدر اوبامہ کی نوبل انعام کی تقریب میں شرکت

U.S. Award Honors, Support Women Who Fight for Social Justice
13 امریکہ کی جانب سے سماجی انصاف کے لئے جدوجہد کرنے والی خواتین کیلئے اعزازات

Working Group Established to Promote Gender
15 ترقیٔ خواتین ورکنگ گروپ کا قیام

United States Supports Gender in Governance
16 حکمرانی میں خواتین کے کردار کیلئے امریکی اعانت

Economics of Gender
17 معاشی سرگرمیاں اور خواتین

Pakistan Energy Delegation Ends Successful Visit to U.S.
19 توانائی کے بارے میں پاکستانی وفد کا کامیاب دورۂ امریکہ

Young Muslims Make Their Mark
21 جواں سال مسلمان اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں

Human Rights Group Embraces Social Media via "The Hub"
23 انسانی حقوق کے گروپ کا "ہب" کے ذریعہ سماجی میڈیا کا استعمال

U.S. Donates Search and Rescue Equipment
25 امریکہ کی جانب سے بازیاب اور جان بچانے والے ساز و سامان کا عطیہ

Monthly Columns
ماهانه کالمز

Alumni Connect
26 دیرینہ تعلق

Visit the 50 States
28 امریکہ کی پچاس ریاستوں کی سیر

One Success at a Time
32 کامیابی کی داستان

Book of the Month
36 منتخب کتاب

Ask the Consul
37 قونصل سے پوچھئے

Videography
39 وڈیوگرافی

Editor-in-Chief ایڈیٹر ان چیف
Richard W. Snelsire رچرڈ ڈبلیو سنیلسائر
Press Attaché and پریس اتاشی و
Country information Officer کنٹری انفارمیشن آفیسر
U.S. Embassy Islamabad امریکی سفارتخانہ، اسلام آباد

Managing Editor مینیجنگ ایڈیٹر
M. Gill ایم گل
Assistant information Officer اسسٹنٹ انفارمیشن آفیسر
U.S. Embassy Islamabad امریکی سفارتخانہ، اسلام آباد

Cultural Editor کلچرل ایڈیٹر
Leslie Philips لیسلائی فلپس
Assistant Cultural Affairs Officer اسسٹنٹ کلچرل افیئرز آفیسر
U.S. Embassy Islamabad امریکی سفارتخانہ، اسلام آباد

Published by شائع کردہ
Public Affairs Section شعبہ تعلقات عامہ
Embassy of the United States of America سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ
Ramna-5, Diplomatic Enclave رمنا۔5، ڈپلومیٹک انکلیو،
Islamabad. Pakistan اسلام آباد

Phone: 051-2080000 فون: 051-2080000
Fax: 051-2278607 فیکس: 051-2278607
Email: infoisb@state.gov .... ای میل:
Website: http//islamabad.usembassy.gov .... ویب سائٹ:

Designed by ڈیزائن
Saeed Ahmed سعید احمد

Printed by پرنٹنگ
PanGraphics (Pvt) Ltd., Islamabad پین گرافکس، اسلام آباد

Front Cover سرورق

U.S. Secretary of State Hillary Rodham Clinton delivering key note address at the launching ceremony of the American Pakistan Foundation in New York on December 11, 2009 . (AP Photo)

وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن 11 دسمبر 2009 کو نیو یارک میں پاکستان امریکن فاؤنڈیشن گالا بینیفٹ کے افتتاح کے موقع پر کلیدی خطاب کر رہی ہیں۔ (اے پی فوٹو)

Back Cover پس ورق

Industrious Pakistan girl at work (Photo: Zack Taylor)

ایک محنتی پاکستانی لڑکی اپنے کام میں منہمک ہے۔ (تصویر: زیک ٹیلر)

Editor's corner

گوشۂ مدیر

Dear Readers:

A Happy and Prosperous New Year.

We start the year at Khabr-o-Nazar by focusing on the Pakistani American community in the United States and their enormous contributions to American society and culture. The formation of the American Pakistan Foundation is an important and prudent step to harness the enormous potential of Americans of Pakistani heritage in fostering a deep people to people relationship between Pakistan and the United States. The speech by Secretary of State Hillary Clinton at the inaugural event clearly reflects the high regard for the Pakistani American community and the interest of the U.S. government and people. It is also a call for action to us to move forward as partners and friends.

Global contributions of women are highlighted in our story honoring their achievements, as is the establishment of an Inter agency working group on gender issues at our Embassy to ensure enhanced gender development. The story of a Pakistani American TV reporter and anchor person makes for good reading. We also talk about the growing influence and reach of social media and its ability to inform and educate.

The joint U.S. Pakistan Energy delegation returned after a successful visit to Houston and New York with several new prospects in the Energy sector. Our joint efforts in reconstruction work in the Northern areas and a heartwarming story on women moving up in business with assistance from USAID exemplify the American commitment to work at all levels to help the people of Pakistan. The report from one of our alumni from Peshawar about her trip to Seattle and our book review will also no doubt be of interest.

Again thank you for your letters and suggestions.

Richard W. Snelsire
Editor-in-Chief and Press Attache
U.S. Embassy Islamabad
Email: infoisb@state.gov
Website: http//Islamabad.usembassy.gov

محترم قارئین :

خوشیوں اور خوشحالی سے بھرا نیا سال مبارک ہو!

ہم خبر ونظر میں اپنے نئے سال کا آغاز اُن پاکستانیوں کے تذکرے سے کر رہے ہیں جو امریکہ میں آباد ہیں اور امریکی معاشرے اور ثقافت میں بھر پور کردار ادا کر رہے ہیں۔ امریکن پاکستان فاؤنڈیشن کا قیام دوررس نتائج کا حامل فیصلہ ہے جو امریکہ اور پاکستان کے درمیان عوام سے عوام کی سطح پر روابط قائم کرنے کے مقصد سے پاکستانی امریکیوں کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے کیا گیا ہے۔ اس فاؤنڈیشن کی افتتاحی تقریب سے وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن کا خطاب ظاہر کرتا ہے کہ امریکہ کی حکومت اور عوام، پاکستانی امریکی برادری کا کتنا احترام کرتے ہیں اور اسے کتنی اہمیت دیتے ہیں۔ اس سے ہمیں بھی تقویت ملتی ہے کہ ہم دوست اور شراکت دار کی حیثیت سے مل کر کام کریں۔

اس شمارے میں عالمی سطح پر خواتین کی کامیابیوں اور خدمات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور اُس ورکنگ گروپ کے قیام کا بھی تذکرہ ہے جو خواتین کی ترقی و بہبود کی کوششوں کو مربوط بنانے کے لئے ہمارے سفارتخانے میں قائم کیا گیا ہے۔ ایک امریکی پاکستانی ٹی وی رپورٹر اور مصنفہ کے بارے میں مضمون بھی مطالعہ کے لیے اچھا اور دلچسپ مواد فراہم کرتا ہے۔ ہم نے سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے اثرات اور لوگوں کی تعلیم و تربیت میں سوشل میڈیا کے کردار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

توانائی کے بارے میں امریکہ اور پاکستان کا ایک مشترکہ وفد ہیوسٹن اور نیویارک کے کامیاب دورے کے بعد پاکستان واپس آ گیا ہے۔ امریکہ میں اس وفد نے توانائی کے شعبہ میں تعاون کے نئے سمجھوتے طے کئے۔ اس وفد کے دورے کا احوال بھی اس شمارے میں شامل ہے۔ پاکستان کے شمالی حصے میں تعمیر نو کی مشترکہ کوششوں اور یو ایس ایڈ کی مدد سے خواتین کو کاروبار شروع کرنے میں مدد دینے کے بارے میں جو مضمون درج کیا گیا ہے، اس سے امریکہ کے اُس عزم کی عکاسی ہوتی ہے جو وہ ہر سطح پر پاکستان کے لوگوں کی مدد کرنے کے لئے رکھتا ہے۔ امریکہ کے مطالعاتی دورے کے بارے میں پشاور کی ایک طالبہ نے سیاٹل میں اپنے قیام کا جو احوال بیان کیا ہے اور منتخب کتاب پر جو تبصرہ شائع ہوا ہے، قارئین یقیناً اسے بھی دلچسپی سے پڑھیں گے۔

آپ ہمیں جو خطوط اور تجاویز بھیجتے رہتے ہیں اس پر ہم ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

رچرڈ ڈبلیو سنیلسائر
مدیر اعلیٰ و پریس اتاشی
سفارتخانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ
ای میل: infoisb@state.gov
ویب سائٹ: http//Islamabad.usembassy.gov

قارئین کی آراء

Khabr Chat

Dear Editor-in-Chief,

KHABR-O-NAZAR is a very good source of information on United States as well as its role in Pakistan. "Looking for Answers" is really a good initiative to help readers polish their writing skills through their views and thoughts. After reading about U.S. Election Day, it is my hope that the people of Pakistan will gain a similar level of maturity when casting their votes as American people do. Another good story was celebrating Eid with children in Lahore by Principal Officer of US Consulate. Similarly, USAID supported program for providing rations to poor families is highly appreciated. KHABR-O-NAZAR is good and informative but I suggest more and more KHABR CHATS (readers' views) to get more feedback.

Sagheer Ahmed,
Karachi

I have requested umpteen times for the delivery of a copy of KHABR-O-NAZAR but, so far, to no avail. I have to borrow it from a friend of mine. To me, this magazine is undoubtedly a source of valuable information owing to its diverse contents. "Alumni Connect" and "Visit the 50 States" are highly commendable series which should continue because they give us a peep into American society.

Muhammad Azam,
Hafizabad

(We are sorry. Your copy will be mailed to you every month.-Editor)

The November issue of KHABR-O-NAZAR was very interesting. Please continue publishing "Ask the Consul" because it conveys important information about the visa process. "The History

"خبرونظر" امریکہ کے بارے میں معلومات کے حصول اور پاکستان میں اس کے کردار کے متعلق جانکاری کا بہترین ذریعہ ہے۔ "جواب کی تلاش" قارئین کو اپنے خیالات وافکار کے ذریعے اپنی تحریری صلاحیتیں بہتر بنانے کے سلسلے میں مدد دینے کا حقیقتاً ایک اچھا وسیلہ ہے۔ "امریکہ میں انتخاب کا دن" پڑھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ پاکستانی عوام بھی ووٹ ڈالنے کے لئے امریکی قوم جیسی بالغ نظری کا معیار اپنا سکتی ہے۔ ایک اور اچھی کہانی لاہور میں امریکی قونصل خانے کی پرنسپل آفیسر کا بچوں کے ساتھ عید منانے کے بارے میں تھی۔ اسی طرح غریب خاندانوں کو راشن فراہم کرنے کے لئے یو ایس ایڈ کے تعاون سے جاری منصوبہ قابل تعریف ہے۔ "خبرونظر" ایک اچھا اور معلوماتی رسالہ ہے لیکن میرا مشورہ ہے کہ مزید فیڈ بیک کے لئے قارئین کے زیادہ سے زیادہ خطوط اس میں شائع کیے جائیں۔

صغیراحمد
کراچی

متعدد بار درخواست کرنے کے باوجود مجھے ابھی تک "خبرونظر" کی کاپی ماصول نہیں ہو رہی۔ مجھے اسے ایک دوست سے لے کر پڑھنا پڑتا ہے۔ میرے نزدیک یہ رسالہ اپنے متنوع موضوعات کی وجہ سے بلاشبہ قابل قدر معلومات کا ذریعہ ہے۔ "دیرینہ تعلق" اور امریکہ کی پچاس ریاستوں کی سیر" انتہائی قابل تعریف سلسلے ہیں، انہیں جاری رہنا چاہیے کیونکہ یہ ہمیں امریکی معاشرے میں جھانکنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

محمداعظم
حافظ آباد

ھم معذرت خواہ ھیں. آئندہ آپ کو ھر ماہ رسالے کی کاپی بذریعہ ڈاک ارسال کی جائے گی. مدیر

"خبرونظر" کا نومبر کا شمارہ بہت دلچسپ تھا۔ براہ مہربانی "قونصل سے پوچھیے" کی اشاعت جاری رکھیں کیونکہ یہ ویزے کے حصول کے متعلق اہم معلومات فراہم کرتا

of Voting in U.S." imparted valuable knowledge to the readers about the movement for democratic rights of the American people. If possible, please include a special essay on the life of President Abraham Lincoln in the upcoming issue of KHABR-O-NAZAR.

Muhammad Amjad Ansari,
Faisalabad

I have the pleasure of my first encounter with KHABR-O-NAZAR when I received its November 2009 issue. It would not be an exaggeration to say that I found the magazine very informative. The essay "Right of Voting" provided more information to the readers than any book on this topic. Due to the publication of its contents in both English and Urdu languages, KHABR-O-NAZAR is attracting more and more readers with each passing day.Please also include articles on the politics, culture and economy of the United States in the next issues of this magazine.

Muhammad Ilyas Sharif,
Sakardu

I obtained a copy of KHABR-O-NAZAR from a friend and found it valuable source of rare information about all walks of the American life. Being a voracious reader, I feel that to read KHABR-O-NAZAR regularly has become necessary for me in order to quench my thirst for knowledge. I think that this magazine can play a pivotal role in further strengthening bilateral relations between the United States and Pakistan. I request you to send me a complimentary copy of KHABR-O-NAZAR every month.

Abdullah Shuja Sindhi,
Larkana

ہے۔"امریکہ میں رائے دہندگی کی تاریخ "کے ذریعے قارئین کو امریکی عوام کی جمہوری حقوق کی تحریک کے بارے میں قابل قدر معلومات حاصل ہوئیں۔اگر ممکن ہو تو براہ مہربانی "خبرونظر" کے آئندہ شمارے میں صدر ابراہام لنکن کے حالات زندگی پر خصوصی مضمون شامل کریں۔

محمد امجد انصاری
فیصل آباد

مجھے "خبرونظر" کے ساتھ اس وقت اپنی پہلی ملاقات کی بہت خوشی ہوئی جب مجھے اس کا نومبر 2009 کا شمارہ موصول ہوا۔ یہ کہنا مبالغہ آرائی نہ ہوگی کہ میں نے اسے انتہائی معلوماتی پایا۔ "حق رائے دہندگی" کے مضمون میں اس موضوع پر کسی بھی کتاب سے زیادہ معلومات فراہم کی گئی تھیں۔ بیک وقت انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں اپنے موضوعات کی اشاعت کے باعث ہر گزرتے دن کے ساتھ "خبرونظر" کے قارئین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ براہ مہربانی اس رسالے کے آئندہ شماروں میں امریکہ کی سیاست، ثقافت اور معیشت کے بارے میں مضامین بھی شامل کریں۔

محمد الیاس شریف
سکردو

میں نے ایک دوست سے لے کر "خبرونظر" پڑھا اور اسے امریکی زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں نایاب معلومات کا ایک اہم ذریعہ پایا۔ مطالعے کا انتہائی شوقین ہونے کی وجہ سے مجھے لگا کہ اپنی علمی پیاس بجھانے کی خاطر اس رسالے کا باقاعدہ قاری ہونا میرے لئے ضروری ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ اور پاکستان کے درمیان دوطرفہ تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کے سلسلے میں "خبرونظر" مرکزی کردار ادا کر سکتا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ مجھے ہر ماہ اس رسالے کی اعزازی کاپی ارسال کر دیا کریں۔

عبداللہ شجاع سندھی
لاڑکانہ

Winning Article

If you feel there is no suitable candidate in an election, is it acceptable to not exercise your right to vote?

By Aleezay Khaliq
Islamabad

تحریر: علیزے خالق
اسلام آباد

According to Abraham Lincoln democracy is 'government of the people, by the people, and for the people'. Therefore the basic requirement for democracy seems to be that, people decide who they want as their leader. This can be achieved, only through the mechanism of voting. Therefore voting is pivotal to democracy and plays an important role in the future of a nation.

This gives rise to another problem, which democracy often fall prey to. If there are no suitable candidates in an election, is it acceptable to not exercise your right to vote at all? People don't take voting seriously most of the time because they feel that there is not a single worthy candidate. I feel that this is an attitude we need to change as a nation. If there is no suitable candidate then one should opt for the lesser evil. In other words one should opt for the candidate who is better than the rest of the candidates or is the most suitable one from the given options. If everyone decides not to vote at all, that might lead to a situation where, a candidate may come into power who is the worst of the bunch. At that point one realizes the importance of voting. Hence every individual in society should feel the responsibility that the citizenship of a country puts upon their shoulders and should play their role in strengthening democracy and in shaping a better future for themselves and for generations to come by casting their vote.

ابراہام لنکن کے بقول جمہوریت ''عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے حکومت اور عوام کی خاطر حکومت'' کا نام ہے۔ لہٰذا جمہوریت کا بنیادی تقاضا ہے کہ لوگ خود فیصلہ کریں کہ ان کا لیڈر کون ہوگا۔ یہ مقصد صرف رائے دہی کے ذریعے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ووٹنگ کو جمہوریت میں مرکزی اہمیت حاصل ہے کیونکہ ووٹنگ کسی قوم کے مستقبل کے لئے بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

یہ بات ایک اور مسئلہ کو جنم دیتی ہے اور جس کا جمہوریت اکثر شکار ہو جاتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر الیکشن میں اُمیدوار ہی اچھے نہ ہوں تو کیا کیا جائے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ ووٹ ہی نہ دیں؟ پاکستان میں اکثر لوگ ووٹنگ میں سنجیدگی سے حصہ نہیں لیتے۔ وہ کہتے ہیں ایک بھی امیدوار ڈھنگ کا نہیں۔ کس کو ووٹ دیں؟ میں سمجھتی ہوں بطور قوم ہمیں یہ سوچ اور یہ رویہ بدلنا ہوگا۔ اگر کوئی بہت اچھا امیدوار نہ ہو تو ہمیں کم برائی کے اصول پر عمل کرتے ہوئے اُس امیدوار کے حق میں ووٹ دینا چاہیے جو کم از کم دوسرے امیدواروں سے بہتر ہو۔ اگر ہر شخص فیصلہ کر لے کہ ووٹ ہی نہیں دینا تو ہوگا یہ کہ ایسا امیدوار کامیاب ہو جائے گا جو سب سے نکما ہوگا۔ اس سے ووٹنگ کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ لہٰذا معاشرے کے ہر فرد کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ملک کے شہری کی حیثیت سے اُس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جمہوریت مضبوط بنانے میں اپنا کردار ادا کرے اور اپنے لئے اور آنے والی نسلوں کے بہتر مستقبل کے لئے ووٹنگ میں حصہ لے۔

Winning Article

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ
انتخابات میں کوئی مناسب امیدوار نہیں ہے
تو کیا آپ کو اپنا حقِ رائے دھی استعمال نہیں کرنا چاھیے

By Asma Masood
Islamabad

تحریر: اسماء مسعود
اسلام آباد

People, who believe that the future of a country is its young people, have begun a number of initiatives worldwide to convince more young people to exercise their democratic right to vote whether the candidate is eligible or not. Supporters of democracy in many countries are concerned that young people feel little attraction for politics and the electoral process. Simply throwing away a hard won right would be a cause for sadness. It becomes more serious when one considers how democracies work. Political leaders will still assume office regardless of how many, or few people actually cast their votes. A candidate could, in theory, persuade a relatively small number of people to vote for him. If the candidate persuaded those people by stirring up hatred, and then the small number of hate-filled voters could become a very powerful force in the country. We are extremely proud and thankful to Abraham Lincoln for democracy; even weakest democracy is acceptable instead of military dictatorship! There is supremacy of parliament, supremacy of sovereignty, supremacy of constitution in our country. Here I would like to quote a few lines from Martin Luther King's famous speech "I have a dream" I have a dream that one day this nation will rise up and live out the true meaning of its creed: "We hold these truths to be self-evident, that all men are created equal."This is the best boost up for our nation. The future of democracy is indeed in the hands of new generation voters, they must, however, realize that they have a duty to exercise their rights if they do, then the long struggle for the right to vote will have succeeded. Today's young people need to protect their democratic rights by voting if they do not want a return to the horrors of the mid-20th century.

جولوگ سمجھتے ہیں کہ قوم کا مستقبل نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہے، انہوں نے دنیا بھر میں نوجوان نسل کو اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے کے لئے قائل کرنے کیلئے متعدد اقدامات اٹھائے ہیں چاہے امیدوار قابل ہو یا نہیں۔ متعدد ملکوں میں جمہوریت کے حامی اس بات پر تشویش کا اظہار کرتے ہیں کہ نوجوان لوگ سیاست اور انتخابی عمل میں زیادہ کشش محسوس نہیں کرتے۔ بڑی تگ ودو سے حاصل ہونے والے حق کا بے دلی سے استعمال تو افسوسناک امر ہے اور معاملہ اس وقت اور بھی سنجیدہ ہو جاتا ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریتیں کیسی کام کرتی ہیں۔ سیاسی رہنما اس حقیقت سے قطع نظر منصب سنبھال لیتے ہیں کہ کتنے لوگوں نے انہیں ووٹ دیئے ہیں۔ اگر امیدوار نفرت کو ابھار کر ووٹ دینے پر آمادہ کریں تو یہی کچھ متعصب ووٹرز ملک میں ایک طاقت ور عنصر بن جاتے ہیں۔ ہم جمہوریت کے لئے ابراہام لنکن پر فخر کر سکتے ہیں اور ہم اس کے مشکور ہیں جس کے بقول کم زور سے کم زور جمہوریت کو بھی فوجی آمریت پر فوقیت حاصل ہوتی ہے جہاں پارلیمان کی بالادستی ہوتی ہے، اقتدار اعلیٰ ہوتا ہے اور ملک میں آئین کی حکمرانی ہوتی ہے۔ میں یہاں مارٹن لوتھر کنگ کی مشہور تقریر کا حوالہ دینا چاہوں گی: میرا ایک خواب ہے۔ میرا ایک خواب ہے کہ ایک دن یہ قوم اُٹھ کھڑی ہو اور اپنے مذہب کے حقیقی معنی جان لے۔ ہم ان سچائیوں کو روز روشن کی طرح عیاں سمجھتے ہیں کہ تمام لوگ برابر ہیں۔ یہی حقیقت ہماری قوم کو اٹھ کھڑا ہونے کیلئے کافی ہے۔ بلاشبہ جمہوریت کا مستقبل نئی نسل کے رائے دہندگان سے وابستہ ہے اور انہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کو یہ حق ادا کرنے کی ایک ذمہ داری سونپی گئی ہے اور اگر وہ ایسا کریں گے تو رائے دہی کے حق کے حصول کی طویل جدوجہد رنگ لائے گی۔ آج کی نوجوان نسل کو اپنے جمہوری حقوق کے تحفظ کی ضرورت ہے اگر وہ بیسویں صدی کے وسط کے ہولناک واقعات کی طرف لوٹ جانا نہیں چاہتے۔

Honorable Mentions

- Masooma Zehra, Sargodha
- Zaheer Ahmed Sulehari, Narowal

- معصومہ زہرا، سرگودھا
- ظہیر احمد سلہری، نارووال

American Pakistan Foundation Launched

We come as a partner not a patron:

Secretary of State Hillary Clinton

امریکن پاکستان فاؤنڈیشن کا افتتاح

ہم شراکت دار بننا چاہتے ہیں، سرپرست نہیں: وزیر خارجہ هلیری کلنٹن

The American Pakistan Foundation was launched on December 11, 2009 in New York City as a call to action for the Pakistani American community and friends of Pakistan in the US to make a significant impact on the social and economic development necessary for securing a stable and prosperous future for the people of Pakistan.

At the packed Inaugural Benefit U.S. Secretary of State Hillary Rodham Clinton was featured as the keynote speaker along with Honorary Co-Chairs, Moeen Qureshi, Former Prime Minister of Pakistan, and Former Secretary of State General Colin Powell.

The APF is seeking the engagement and support of Pakistani-Americans community who have a vital role to play in the development of Pakistan by helping to improve the social and economic wellbeing of the people of Pakistan and promoting greater understanding and trust between the two nations.

امریکن پاکستان فاؤنڈیشن کا افتتاح 11 دسمبر 2009 کو نیویارک شہر میں ہوا۔اس فاؤنڈیشن کا مقصد یہ ہے کہ امریکہ میں مقیم پاکستانیوں اور پاکستان کے دوسرے دوستوں کو اس بات پر راغب کیا جائے کہ وہ پاکستان کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں حصہ لیں اور اس طرح پاکستان کے لئے ایک خوشحال اور مستحکم مستقبل کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کریں۔

امریکن پاکستان فاؤنڈیشن کی یہ کوشش ہوگی کہ پاکستانی امریکی برادری پاکستان کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور پاکستان کے لوگوں کی فلاح و بہبود اور پاکستان اور امریکہ کے درمیان افہام و تفہیم کے فروغ کے لئے کام کرے۔

افتتاحی تقریب، جس میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، وزیر خارجہ ہلیری روڈھم کلنٹن کلیدی مقرر تھیں۔دوسرے اہم مقرر پاکستان کے سابق وزیراعظم معین قریشی اور امریکہ کے سابق وزیر خارجہ کولن پاول تھے۔

Some excerpts from Secretary Clinton's keynote address:

"Pakistan is a nation close to my heart. As First Lady, senator, Secretary of State, I have made five visits to Pakistan. I have a number of my close staff who have Pakistani heritage. I was honored as senator of this great state to represent the largest community of Pakistani Americans in the United States. And I have learned firsthand what a special country Pakistan is – a place rich with history and culture, blessed with natural beauty, and home to people of unforgettable warmth and strength. I have seen the contributions that Pakistani Americans have made to the United States in every field – as scholars and scientists, as entrepreneurs and business leaders, as artists, public servants and private citizens. I have been deeply moved by the strength of the Pakistani American community's commitment to Pakistan, and how generous and creative you have been in finding ways to give back, whether by mobilizing local NGOs to respond to humanitarian crises or sending aid in the aftermath of natural disasters or calling on the Congress and the State Department to send more.

"As senator first, and now as Secretary, I have benefited in my job from the advice and insights of Pakistani Americans on how the United States can do a better job of working with Pakistan across a range of issues, from fighting extremists to strengthening regional stability to meeting the needs of the Pakistani people. And I know that others in Washington and in the Obama Administration feel the same.

"During my October trip, I experienced the skepticism felt by many in Pakistan about America's motives and commitment. This trust deficit holds us back from working together as well as we could and as well as we must. Each of you, and this organization now, is uniquely positioned to help close that gap by fostering greater understanding between our nations and by contributing in concrete ways to Pakistan's stability, social, and economic development.

"President Obama and our Administration have worked hard to change the perception of our purpose in Pakistan both with words and with deeds. One of the main goals of my trip was to reach out to a broad community of Pakistanis, to hear their needs, hopes and concerns, and to ensure that the United States is on the right track in our effort to build a stronger partnership. That is a key goal of the Obama Administration's foreign policy and it is a personal priority for President Obama and me.

"The United States has significantly increased civilian aid to Pakistan to support this progress toward a stronger democracy. We are also increasing the size of our USAID mission in Pakistan. And I have appointed Ambassador

وزیر خارجہ کی تقریر کے چند اقتباسات

''پاکستانی قوم مجھے بہت عزیز ہے۔ میں خاتونِ اول، سینیٹر اور وزیر خارجہ کی حیثیت سے پانچ مرتبہ پاکستان کا دورہ کر چکی ہوں۔ میرے اسٹاف میں کئی ایسے لوگ موجود ہیں جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے سینیٹر کی حیثیت سے امریکہ میں موجود پاکستانیوں کی سب سے بڑی تعداد کی نمائندگی کی ہے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ پاکستان ایک خصوصی نوعیت رکھنے والا ملک ہے۔ یہ عظیم تاریخ، ثقافت، قدرتی حسن اور ناقابل فراموش گرمجوشی رکھنے والے باہمت لوگوں کی سرزمین ہے۔

پاکستانی امریکی بطور اسکالر، سائنسدان، صنعت کار، تاجر، فنکار، سرکاری ملازم اور عام شہری کی حیثیت سے جو خدمات انجام دے رہے ہیں مجھے اس کا بخوبی علم ہے۔ میں پاکستانی امریکیوں کے اُس جذبے سے بہت متاثر ہوئی ہوں جو وہ پاکستان کے لئے اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ آپ پوری فراخدلی کے ساتھ پاکستان کی مدد کے لئے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ آپ قدرتی آفات اور دوسرے ہنگامی حالات میں پاکستان کو مدد پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اس کے لئے مقامی این جی اوز کو متوجہ کرتے ہیں اور کانگریس اور محکمہ خارجہ سے بھی رجوع کرتے ہیں۔

میں نے پہلے سینیٹر کی حیثیت سے اور اب وزیر خارجہ کی حیثیت سے اپنے فرائض کی ادائیگی میں پاکستانی امریکیوں کے مشوروں سے بہت فائدہ اٹھایا ہے اور اُن کے ذریعے معلوم کیا ہے کہ امریکہ مختلف امور میں پاکستان کے ساتھ کس طرح بہتر طور پر کام کر سکتا ہے۔ ان میں انتہا پسندوں سے لڑائی سے لے کر علاقائی استحکام تک اور پاکستان کے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے تک کے تمام معاملات شامل ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ واشنگٹن میں دوسرے لوگ اور اوباما انتظامیہ میں کام کرنے والے لوگ بھی آپ کے بارے میں یہی جذبات رکھتے ہیں۔

اکتوبر میں مَیں نے جب پاکستان کا دورہ کیا تو اُس وقت امریکہ کے عزائم اور نیک نیتی کے بارے میں کئی پاکستانیوں نے شکوک وشبہات کا اظہار کیا تھا۔ اس طرح کی بے اعتمادی ہماری اُن کوششوں میں رکاوٹ ڈال سکتی ہے جو ہم مل جل کر سکتے ہیں اور جو ہمیں لازمی طور پر مل جل کر کرنا ہوں گی۔ اس تنظیم سمیت آپ میں سے ہر شخص کو بے اعتمادی کی اس فضا کو دور کرنے، دونوں اقوام کے درمیان زیادہ سے زیادہ افہام وتفہیم پیدا کرنے اور پاکستان کے استحکام اور سماجی اور اقتصادی ترقی کیلئے ٹھوس طریقے سے حصہ لینا ہوگا۔

صدر اوباما اور اُن کی انتظامیہ کی پوری کوشش ہے کہ قول وفعل کے ذریعے ثابت کیا جائے کہ پاکستان میں ہمارے مقاصد کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔ میرے پاکستان کے دورے کا ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ وہاں پاکستانی معاشرے کے زیادہ سے زیادہ طبقوں سے رابطہ کروں اور اُن کے خیالات، خدشات اور توقعات کے بارے میں معلوم کروں اور یہ واضح کروں کہ امریکہ پاکستان کے ساتھ مضبوط شراکت داری قائم کرنے کے لئے مخلص ہے۔ ہم پاکستان کے شراکت دار بننا چاہتے ہیں، سرپرست نہیں۔ یہ اوباما انتظامیہ کی خارجہ پالیسی کا ایک بنیادی مقصد ہے اور یہ نہ صرف صدر اوباما کی

Robin Raphael the first coordinator of our non-military assistance to Pakistan. Ambassador Raphael is known to many of you from her long and distinguished service and her close ties to Pakistan over the last 30 years. She will oversee the implementation of our new Civilian Assistance Strategy, which we are designing in close consultation with the Pakistan Government.

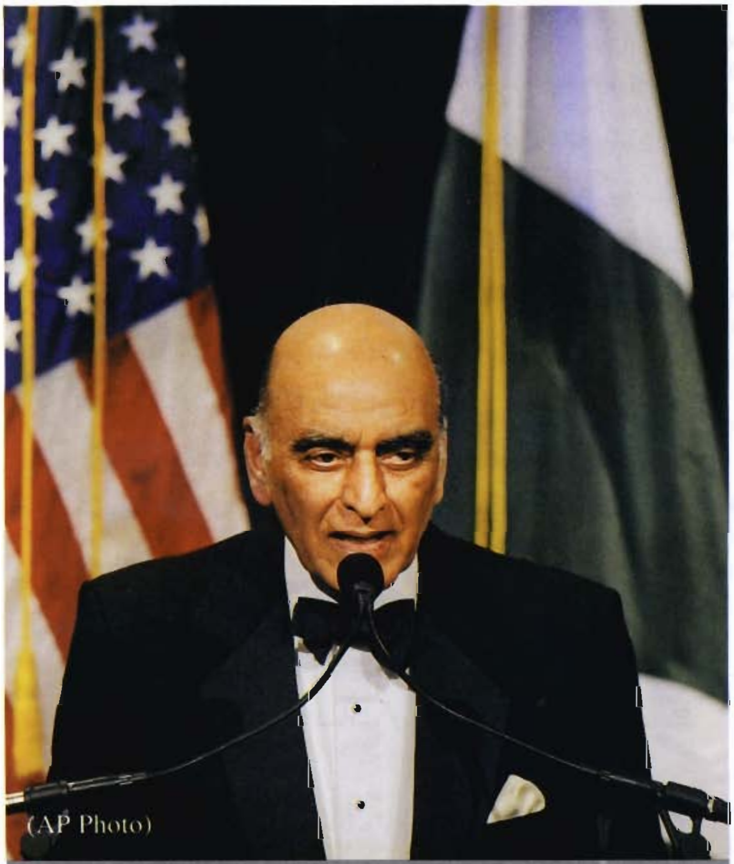

Former Prime Minister of Pakistan Moeen Qureshi

پاکستان کے سابق وزیرِاعظم معین قریشی

"Peace and prosperity cannot be pursued only in the marble halls of Washington or Islamabad, but in boardrooms and classrooms, mosques and churches and synagogues, public squares and private homes – and on evenings like these. As we look around this room and we see the extraordinary turnout, I want to say to you that this is a network of the some smartest, most successful people in the United States. . Earlier tonight I met one of President Obama's college roommates, who invited President Obama to Pakistan all those years ago, and his (President Obama's) face just lights up when he talks about that trip, and the friendships that he had, and the homes that he was welcomed into.

"This foundation represents a new potential for this community's impact to multiply. By harnessing your energy and coordinating your efforts, even more people can benefit. But more than that,

بلکہ میری بھی ذاتی ترجیح ہے کہ پاکستان سے مضبوط شراکت داری قائم ہو"۔

امریکہ نے جمہوری اداروں کو تقویت پہنچانے کے لئے پاکستان کی غیر فوجی امداد میں نمایاں اضافہ کر دیا ہے۔ ہم پاکستان میں یو ایس ایڈ مشن کا دائرہ کار بھی بڑھا رہے ہیں اور میں نے پاکستان کی غیر فوجی امداد کے امور کی نگرانی کیلئے رابن رافیل کو پہلا رابطہ کار مقرر کیا ہے۔ رابن رافیل کا پاکستان سے 30 سال پرانا تعلق ہے۔ آپ میں سے کئی ایک اُن کی خدمات سے واقف ہوں گے۔ وہ غیر فوجی امداد کی ہماری حکمت عملی پر عملدرآمد کی نگران ہوں گی۔ ہم یہ حکمت عملی حکومت پاکستان کے مشورے سے تیار کر رہے ہیں۔

امن اور خوشحالی صرف واشنگٹن یا اسلام آباد کے ایوانوں میں بیٹھ کر ہی نہیں بلکہ بورڈ روم، کلاس روم، مساجد، گرجا گھروں، یہودی عبادت گاہوں، گلی کوچوں اور ذاتی گھروں میں بیٹھ کر نیز آج کی طرح کی شاموں میں شریک ہو کر بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس وقت ہال میں جو لوگ موجود ہیں وہ دراصل امریکہ میں نہایت متحرک اور نہایت کامیاب لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ آج شام اس تقریب سے پہلے میری ملاقات صدر اوباما کے کالج کے زمانے کے اُن کے ایک ساتھی سے ہوئی۔ انھوں نے کئی سال پہلے اوباما کو پاکستان آنے کی دعوت دی تھی۔ وہ اوباما کے پاکستان میں قیام، ان کے ساتھ دوستی اور اُن گھروں کا، جہاں اوباما کو بطور مہمان ٹھہرایا گیا تھا، بڑے ذوق وشوق سے ذکر کر رہے تھے۔

امریکن پاکستان فاؤنڈیشن امریکی پاکستانیوں کے اثر ورسوخ میں اضافے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ آپ اپنی توانائیاں استعمال کرتے ہوئے اور کوششیں مربوط بناتے ہوئے اور زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ اس فاؤنڈیشن کے ذریعے پاکستان کو یہ نہایت واضح پیغام پہنچا سکتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور محض امریکہ کی حکومت ہی پاکستان کی مدد کے لئے پالیسیاں نہیں بنا رہی بلکہ پاکستانی امریکی اور دوسرے امریکی سب مل کر پاکستان کی مدد کرنے کے مشترکہ نصب العین کیلئے کام کر رہے ہیں۔ میں اُن پاکستانی امریکی رضا کاروں کی خدمات کا اعتراف کرنا چاہتی ہوں جنھوں نے اس تقریب کے انتظامات کئے ہیں۔ یہ رضا کار اُس احساس ذمہ داری کی عکاسی کرتے ہیں جس کا جذبہ دونوں ملکوں کے نوجوان ایک زیادہ توانا، زیادہ محفوظ اور زیادہ ہم آہنگ دنیا کی تعمیر کے لئے رکھتے ہیں۔ ایسے ہی جوان جذبے رکھنے والے لوگ جب عالمی امور میں حصہ لیں گے تو وہ ایک روشن مستقبل کی بنیاد رکھیں گے۔

پاکستانی فوج نے پاکستانی طالبان کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے اور امریکہ اس سلسلے میں پاکستان کی مدد میں اضافہ کر رہا ہے۔ لیکن کئی اور ایسے دہشت گروپ بھی ہیں جنھوں نے پاکستان میں کیمپ قائم کر رکھے ہیں جہاں سے وہ دنیا بھر میں حملوں کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ وہ 42 ملکوں کے اُن فوجیوں کے خلاف بھی لڑتے ہیں جو افغانستان میں بین الاقوامی اتحادی فوج میں شامل ہیں۔ عالمی برادری افغانستان میں قیام امن کے لئے جو کوششیں کر رہی ہے اُس میں پاکستان کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ہم حکومت پاکستان کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے کہ وہ القاعدہ اور اُن دوسرے دہشت گردوں کی صفوں کو منتشر کرنے، اُن کے ٹھکانے تباہ کرنے اور انھیں شکست دینے کیلئے ٹھوس اقدامات

a very clear message can be sent from right here back to Pakistan that we are in this together. It is not just the United States Government, which has policies and strategies, but it is the hearts of Pakistani Americans and other Americans that are going to be put to work on behalf of our common mission.I want to recognize the young Pakistani-American volunteers who are staffing this event. They represent the enthusiasm and the civic-mindedness that young people in both nations bring to the work of building a stronger, safer, and more harmonious world. With young people like these getting engaged in global affairs, we can be optimistic about the future they will inherit.

"The Pakistani military has taken on the fight against the Pakistani Taliban, and the United States has increased our efforts to help. But there are other terrorist groups who have set up camp in Pakistan, where they are plotting global attacks and waging war against the troops from 42 nations who comprise the international security assistance forces in Afghanistan. Pakistan has a critical role, and an abiding interest, in helping this international effort, and we will continue to encourage the Pakistani Government to take affirmative steps toward the goal of disrupting, dismantling, and defeating al-Qaeda and the other terrorist groups responsible for so much suffering in Pakistan and around the world.

"We seek not to impose our preferences on Pakistan or to override the government's judgments or subvert the people's will. Instead, we want a relationship based on mutual respect and shared responsibility. So in Pakistan, I announced the first phase of a signature energy program, through which the United States will help repair and upgrade key power stations and agricultural tube wells, improve local providers, and promote energy efficiency. And we need partners like many of you to make good on that promise to the people of Pakistan.

"When I was in Pakistan, I announced that the United States had partnered with Pakistani telecom companies and the government to underwrite the launch of Pakistan's first text-messaged-based social networking system, called "Humari Awaz," or "Our Voice." And through this program – (applause) – Pakistanis can instantly connect to thousands of their fellow citizens to share anything from cricket scores to urgent information in the wake of another horrific terrorist attack. In the six weeks since it began, three thousand people a day have joined from Karachi to Peshawar to Multan to Quetta. The United States agreed to underwrite the first 24 million messages, which we estimated would carry the program through its first year. But I've learned that the 24-millionth message was just sent today. Clearly the people of Pakistan have a lot to talk about. And now the companies involved and members of Ambassador Holbrooke's team are working hard to keep this program going, so it can become a self-sustaining mobile tool for the Pakistani people."

جاری رکھے، جو پاکستان اور دنیا بھر میں بہت سے مسائل پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

ہم پاکستان پر اپنی ترجیحات یا مرضی مسلط نہیں کرنا چاہتے یا حکومت یا عوام کی سوچ کو نظرانداز نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم باہمی احترام اور باہمی ذمہ داری پر مبنی تعلقات کی خواہش رکھتے ہیں اسی لئے میں نے پاکستان میں سگنیچر انرجی پروگرام کے پہلے مرحلے کا اعلان کیا تھا جس کے تحت امریکہ اہم بجلی گھروں اور زرعی ٹیوب ویلوں کی مرمت اور توسیع میں مدد دے گا، مقامی بجلی کمپنیوں کی کارکردگی بہتر بنائے گا اور بجلی کی بچت کو فروغ دے گا۔ ہمیں آپ جیسے لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہے تاکہ ہم پاکستان کے عوام سے اپنا یہ وعدہ پورا کرسکیں۔

"میں نے پاکستان کے دورے کے موقع پر یہ اعلان کیا تھا کہ امریکہ نے پاکستان کی ٹیلی مواصلات کی کمپنیوں اور حکومت کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے پاکستان کے پہلے ٹیکسٹ میسیج پر مبنی سوشل نیٹ ورکنگ سسٹم کے لئے ضمانت دی ہے، جسے "ہماری آواز" (Our

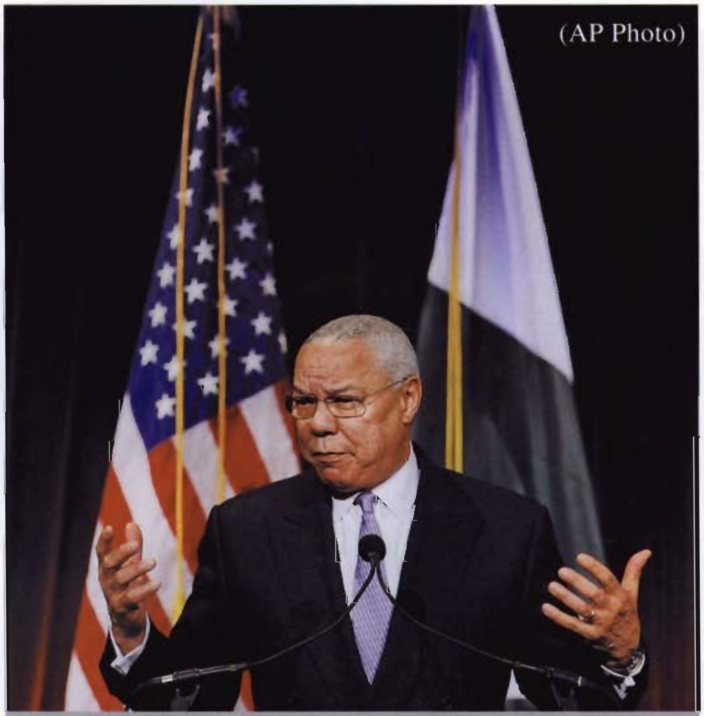

Former Secretary of State Colin Powell

سابق وزیرِ خارجہ کولن پاول

Voice) کہا جاتا ہے (تالیاں) اور جس کے ذریعے پاکستانی اپنے ہزاروں ہم وطنوں سے فوراً رابطہ کرسکتے ہیں اور ان سے کرکٹ اسکور سے لے کر دہشت گردانہ حملوں سمیت کسی بھی معاملے پر معلومات کا تبادلہ کرسکتے ہیں۔ اس سسٹم کے آغاز کے چھ ہفتے کے اندر کراچی سے پشاور اور ملتان سے کوئٹہ تک روزانہ تین ہزار لوگوں کا آپس میں رابطہ ہوتا ہے۔ امریکہ نے پہلے دو کروڑ چالیس لاکھ میسیج کے لئے ضمانت دینے پر اتفاق کیا۔ ہمارا خیال تھا یہ پروگرام پہلے سال کے اختتام تک کے لئے کافی ثابت ہوگا۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ دو کروڑ چالیس لاکھ کی حد آج پوری ہوگئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے لوگوں کو کافی بات چیت کرنا ہوتی ہے۔ چنانچہ اب متعلقہ کمپنیاں اور جناب ہالبروک کی ٹیم کے ارکان اس پروگرام کو جاری رکھنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں تاکہ یہ پاکستان کے لوگوں کے لئے موبائل رابطے کا پائدار ذریعہ بن جائے"۔

Picture Gallery

پکچر گیلری

President Barack Obama At
Nobel Prize Ceremony

صدر باراک اوبامہ کی
نوبل انعام کی تقریب میں شرکت

"As the world grows smaller, you might think it would be easier for human beings to recognize how similar we are; to understand that we're all basically seeking the same things; that we all hope for the chance to live out our lives with some measure of happiness and fulfillment for ourselves and our families."

اب جبکہ دنیا سکڑتی جارہی ہے، آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اب انسانوں کے لئے یہ کتنا آسان ہوگا کہ وہ یہ پہچان سکیں کہ ہم سب ایک دوسرے سے کتنا ملتے جلتے ہیں اور یہ سمجھیں کہ ہم سب ایک ہی طرح کی چیزوں کے خواہاں ہیں کہ ہم سب امید کرتے ہیں کہ ہم اپنی اور اپنے خاندانوں کی خوشیوں اور تشفی کے لئے زندگیاں بسر کرنے کے مواقع چاہتے ہیں۔

(AP Photo)

(AP Photo)

U.S. Award Honors, Supports Women Who Fight for Social Justice

امریکہ کی جانب سے سماجی انصاف کے لئے جدوجہد کرنے والی خواتین کے لئے اعزازات

Washington — First lady Michelle Obama and Secretary of State Hillary Rodham Clinton to congratulate the 2009 winners of the secretary of state's International Women of Courage awards, celebrate International Women's Day and announce the Obama administration's efforts to empower women everywhere.

The International Women of Courage awards established in 2007 by former Secretary of State Condoleezza Rice, pay tribute to emerging women leaders and recognize the courage and leadership shown by each in her struggle for social justice and women's rights.

This year's awardees are Hadizatou Mani of Niger, Ambiga Sreenevasan of Malaysia, Veronika Marchenko of Russia, Reem Al Numery of Yemen, Suaad Allami of Iraq, Mutabar Tadjibayeva of Uzbekistan, Wazhma Frogh of Afghanistan and Norma Cruz of Guatemala.

"Our honorees and the hundreds of millions of women they represent not only deserve our respect, they deserve our full support," Clinton said at the awards ceremony at the U.S. Department of State. "What I am committed to is doing everything in my power as secretary of state to further the work on the ground in countries like those represented here to make changes in people's lives." Women's rights and human rights, Clinton said, "will always be central to our foreign policy."

OBAMA ADMINISTRATION INITIATIVES TO HELP WOMEN

In her remarks at the awards ceremony, first lady Michelle Obama noted the president's signing of an executive order that calls for a White House Council on Women and Girls.

The council's mission will be to coordinate federal response to the challenges confronted by women and girls and to ensure that all Cabinet and Cabinet-level agencies consider how their policies and programs affect women and families.

The council will be chaired by Valerie Jarrett, assistant to the president and senior White House adviser, and will include as members the heads of Cabinet-level federal agencies. The executive director of

(AP Photo)

Secretary of State Hillary Clinton congratulates Veronika Marchenko of Russia, while first lady Michelle Obama looks on.

وزیر خارجہ ہیلری روڈھم کلنٹن (بائیں) 11 مارچ 2009 کو وزارت خارجہ میں ایک تقریب کے دوران روس کی ویرونیکا ماچینکو سے مصافحہ کررہی ہیں۔ خاتون اول مچل اوباما قریب کھڑی ہیں۔

باہمت خواتین کے لئے وزیر خارجہ کا2009 کا بین الاقوامی ایوارڈ تقسیم کرنے کے لئے محکمہ خارجہ میں ایک تقریب ہوئی جس میں خاتون اول مشل اوباما اور وزیر خارجہ ہلیری روڈھم کلنٹن نے ایوارڈ جیتنے والی خواتین کو مبارکباد دی۔ انھوں نے اس موقع پر اوباما انتظامیہ کے اُس پروگرام پر بھی روشنی ڈالی جس کا مقصد دنیا بھر کی خواتین کو باختیار بنانا ہے۔

باہمت خواتین کا یہ ایوارڈ 2007 میں سابق وزیر خارجہ کنڈولیزا رائیس نے قائم کیا تھا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اُن باہمت اور قائدانہ صلاحیتوں کی مالک نئی ابھرتی ہوئی خاتون لیڈروں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا جائے جو سماجی انصاف اور خواتین کے حقوق کے لئے جدوجہد کررہی ہیں۔

اس سال یہ ایوارڈ جن خواتین کو دیا گیا ان کے نام یہ ہیں: نائیجر کی ہادی زاتو مانی، ملائیشیا کی ایمبیگا سری نواسن، روس کی ورونیکا مارچنکو، یمن کی ریم النمری، عراق کی صعاد علامی، ازبکستان کی معتبر تاجی بائیوا، افغانستان کی وزما فروغ اور گوئٹے مالا کی نورما کروز۔

تقسیم اعزازات کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیر خارجہ کلنٹن نے کہا: ''اعزاز پانے والی خواتین اور وہ کروڑوں خواتین، جن کی یہ نمائندگی کرتی ہیں، نہ صرف ہمارے احترام کی مستحق ہیں بلکہ ہماری بھرپور مدد اور حمایت کی بھی مستحق ہیں۔ بطور وزیر خارجہ میری یہ کوشش ہوگی کہ یہ خواتین اپنے اپنے ملکوں میں لوگوں کی زندگیوں میں بہتری لانے کے لئے جو کام کررہی ہیں، اس میں ہر ممکن مدد دی جائے۔ خواتین کے حقوق اور انسانی حقوق ہماری خارجہ پالیسی میں ہمیشہ سرفہرست رہیں گے۔''

خواتین کی مدد کے لئے اوباما انتظامیہ کے منصوبے

خاتون اول مشل اوباما نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ صدر نے ایک انتظامی حکم پر دستخط کئے ہیں، جس کے تحت خواتین اور بچیوں کے لئے وائیٹ ہاؤس کونسل قائم کی جائے گی۔ اس کونسل کا کام یہ ہوگا کہ خواتین اور بچیوں کو جو مسائل درپیش ہیں اور وفاقی حکومت ان کے حل کیلئے جو اقدامات کررہی ہے، انھیں مربوط بنایا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کابینہ اور کابینہ کی سطح کے تمام ادارے اس بات کا جائزہ لیں کہ اُن کی پالیسیوں اور پروگراموں سے خواتین اور خاندانوں پر کیا اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

صدر کی معاون اور وائیٹ ہاؤس کی اعلیٰ مشیر ویلری جاریٹ اس کونسل کی سربراہ ہوں گی جبکہ کابینہ کی سطح کے

the council will be Tina Tchen, deputy assistant to the president and director of the Office of Public Liaison at the White House.

"The goal of this council is to ensure that young girls have no limits on their dreams and no obstacles to their achievements," the first lady said.

First lady Michelle Obama and Secretary of State Hillary Rodham Clinton with the 2009 Women of Courage awardees.

The importance the Obama administration places on social justice for women, Clinton said is further demonstrated by the president's announcement of a new foreign policy position focused on global women's issues and his nomination of Melanne Verveer as ambassador-at-large for international women's issues.

Verveer is the co-founder and chair of Vital Voices Global Partnership, a nonprofit organization that identifies trains and empowers emerging women leaders and social entrepreneurs around the globe.

(AP Photo)

First lady Michelle Obama and Secretary of State Hillary Rodham Clinton with the 2009 Women of Courage awardees

خاتون اول مچل اوباما اور وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن 2009 کا بہادر خواتین ایوارڈ حاصل کرنے والی خواتین کے ہمراہ۔

WOMEN'S ADVOCACY GETS INTERNATIONAL ATTENTION

In remarks at the awards ceremony, Ambiga Sreenevasan, Malaysian Bar Council president, spoke on behalf of all the awardees.

"This award will help to bring to the international stage our voices and our advocacy," she said. "This occasion gives us an opportunity to reflect on the importance of the rule of law in promoting the rights of women around the world. When the rule of law is upheld, equality is upheld, the cause of justice is upheld and human rights are upheld."

The award, Ambiga said, "has given us the opportunity which we would not otherwise have had to share our stories, our successes, our failures, to reach out across our borders and to establish a base upon which we can build a meaningful network of support."

During their weeklong stay in the United States, the awardees (with the exception of Reem Al Numery, who was not able to leave Yemen) met with officials at the State Department, the White House and the U.S. Agency for International Development and with members of the Congressional Caucus for Women's Issues.

The awardees met also with representatives of a variety of nongovernmental organizations (NGOs), including those from Vital Voices Global Partnership.

For the second year in a row, the American Women for International Understanding (AWIU), a nonprofit nongovernmental organization, held a banquet for the Women of Courage awardees at the National Press Club in Washington and presented each with a $1,000 grant.

In addition, the awardees had the opportunity to share their stories with members of the American public.

وفاقی اداروں کے سربراہان اس کونسل کے ممبر ہوں گے۔صدر کی نائب معاون اور وائیٹ ہاؤس کے عوامی رابطے کے دفتر کی ڈائریکٹر ٹینا چین اس کونسل کی ایگزیکٹوڈائریکٹر ہوں گی۔

خاتون اول نے بتایا: ''یہ کونسل اس بات کو یقینی بنائے گی کہ اعلیٰ مقاصد کے حصول میں نوجوان لڑکیوں کو پابندیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر اپنے نصب العین کے حصول کے لئے کام کرسکیں اور اپنے خوابوں کوحقیقت کا روپ دے سکیں''۔

وزیر خارجہ کلنٹن نے کہا کہ اوباما انتظامیہ خواتین کے لئے سماجی انصاف کو جو اہمیت دیتی ہے اس کا اظہار اس حقیقت سے بھی ہوتا ہے کہ صدر نے خواتین کے عالمی مسائل کے بارے میں اپنی نئی خارجہ پالیسی میں ایک واضح موقف کا اعلان کیا ہے اور خواتین کے عالمی مسائل سے نمٹنے کے لئے Melanne Verveer کو سفیرِ عمومی مقرر کیا ہے۔

Melanne Verveer ''وائٹل وائسز گلوبل پارٹنرشپ'' نامی تنظیم کی شریک بانی اور سربراہ ہیں۔ یہ ایک غیر تجارتی تنظیم ہے جو دنیا بھر میں ابھرتی ہوئی خاتون لیڈروں اور سماجی کارکنوں کی نشاندہی کرتی ہے، انھیں تربیت دیتی ہے اور انھیں بااختیار بنانے کے لئے کام کرتی ہے۔

خواتین کی جدوجہد کی طرف عالمی توجہ

ملائیشیا کی ایمبیگا سری نواسن نے، جو ملائیشیا کی بار کونسل کی صدر ہیں، ایوارڈ حاصل کرنے والی تمام خواتین کی طرف سے تقریب سے خطاب کیا۔

انھوں نے کہا: ''اس ایوارڈ کی بدولت ہماری آواز اور ہماری جدوجہد کو عالمی توجہ حاصل ہوگی۔آج کی یہ تقریب ہمیں یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے قانون کی حکمرانی جو کردار ادا کرتی ہے، اس پر غور کیا جائے۔ جب قانون کی حکمرانی قائم ہوتی ہے تو مساوات قائم ہوتی ہے، حق وانصاف کا بول بالا ہوتا ہے اور انسانی حقوق کو سربلندی ملتی ہے۔''

اس ایوارڈ سے ''ہمیں یہ موقع ملا ہے کہ ہم اپنی جدوجہد پر روشنی ڈالیں، جس کا موقع کسی اور طرح سے نہیں مل سکتا تھا، اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں کے بارے میں بتائیں اور اُن طریقوں پر تبادلہ خیال کریں، جن کے ذریعے ہم اپنی سرحدوں سے نکل کر دوسروں سے روابط قائم کر سکتے ہیں اور ایسی بنیاد قائم کر سکتے ہیں جس کے اوپر ہم امداد باہمی کا مضبوط ڈھانچہ تعمیر کر سکتے ہیں''۔

ریم النمیری کے سوا، جو یمن سے امریکہ نہ پہنچ سکیں، باقی تمام ایوارڈ یافتہ خواتین نے امریکہ میں ایک ہفتے کے قیام کے دوران محکمہ خارجہ، وائیٹ ہاؤس اور بین الاقوامی ترقی کے امریکی ادارے یو ایس ایڈ کے حکام اور خواتین کے مسائل کے بارے میں کانگریس کے گروپ کے ارکان سے ملاقاتیں کیں۔ ان خواتین نے وائٹل وائسز گلوبل پارٹنرشپ سمیت بہت سی غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندوں سے بھی ملاقات کی۔

امریکی خواتین کی تنظیم AWIU نے، جو ایک غیر سرکاری تنظیم ہے، گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی ایوارڈ یافتہ خواتین کے اعزاز میں واشنگٹن کے نیشنل پریس کلب میں ضیافت کا اہتمام کیا اور ہر خاتون کو 1,000 ڈالر کی گرانٹ دی۔ ان خواتین کو یہ موقع بھی ملا کہ وہ امریکی لوگوں کو اپنی اپنی جدوجہد کی تفصیلات بتا سکیں۔

Working Group Established to Promote Gender

ترقیٔ خواتین ورکنگ گروپ کا قیام

The U.S. Embassy in Pakistan has formed a Gender Development Working Group to build greater understanding and improve communications on gender-related efforts in U.S. development programs.

The interagency group, which represents more than 19 offices of the Mission reflects the United States government's special interest in the global advancement and empowerment of women.

"Many of our programs touch on gender in some way, and forming a single entity encourages collaboration and cooperation among our offices," said committee member Christine Pagen, education advisor for the U.S. Agency for International Development.

"In addition to the gender components in our programs, we need to have a clear strategy about how gender fits into our overall efforts," added committee member Alicia Carra, a women's rights attorney on staff at the mission.

The Gender Development Working Group will also reach out to Pakistani female and male community leaders active in gender issues and promote greater participation of women in U.S.-sponsored events.

"We want to draw upon resources within Pakistan to ensure the work we are doing on gender is country-specific," said committee member Sarah Simons of the embassy Political Section.

The working group will seek new avenues to increase gender development impact and set out a clear blueprint for gender development goals. It will also identify best practices, and support coordination across sectors and agencies.

"We all are doing gender work, but with different policy objectives. Together, we can all help each other do more," Carra said.

Secretary of State Clinton discussing issues with Pakistani women

وزیرِ خارجہ کلنٹن پاکستانی خواتین کے ساتھ محوِ گفتگو ہیں

پاکستان میں امریکی سفارتخانے نے ایک ترقیٔ خواتین ورکنگ گروپ قائم کیا ہے۔اس کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ امریکہ نے پاکستان کے لئے جو ترقیاتی پروگرام شروع کرر کھے ہیں اور اُن میں خواتین کی ترقی کے جو منصوبے شامل ہیں،لوگوں کو اُن کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور اُن میں شعور پیدا کیا جائے۔

یہ ورکنگ گروپ سفارتخانہ کے 19 مختلف دفاتر کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کے قیام سے حکومت امریکہ کی اُس خصوصی دلچسپی اور کوششوں کی عکاسی ہوتی ہے، جو وہ عالمی سطح پرخواتین کی ترقی و بہبود کے لئے کر رہی ہے۔

ہے، جو وہ عالمی سطح پرخواتین کی ترقی و بہبود کے لئے کر رہی ہے۔

یو ایس ایڈ کی مشیر تعلیم اور کمیٹی کی ممبر کرسٹائن پیجن کہتی ہیں: ''ہمارے بہت سے پروگرام کسی نہ کسی طرح خواتین کے مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ان سب کے لئے ایک ورکنگ گروپ قائم کرنے سے یہ سہولت ہوگی کہ تمام پروگراموں کے درمیان اشتراک عمل اور تعاون پیدا ہوگا۔''

کمیٹی کی ایک اور ممبر ایلیشیا کارانے، جو سفارتخانے میں خواتین کے حقوق کی وکیل ہیں،کہا کہ'' ہمارے ترقیاتی پروگراموں میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے جو منصوبے شامل ہیں،ان کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک واضح پالیسی کی بھی ضرورت ہے،جس میں بتایا جائے کہ ہماری مجموعی سرگرمیوں میں خواتین کے مسائل کا کس طرح احاطہ کیا جا رہا ہے''۔

ترقی خواتین ورکنگ گروپ پاکستان کے اُن مرد اور خاتون سماجی کارکنوں سے بھی رابطہ کرے گا، جو خواتین کے حقوق کے لئے کام کر رہے ہیں اور کوشش کرے گا کہ امریکہ کے تعاون سے جن سرگرمیوں کا اہتمام کیا جائے،اُن میں زیادہ سے زیادہ خواتین شرکت کریں۔

کمیٹی کی ممبر' سفارتخانے کے سیاسی سیکشن کی سارہ سائمنز نے کہا: ''ہم پاکستان کے اندر وسائل کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں تاکہ خواتین کے مفاد کے لئے ہم جو کام کر رہے ہیں، وہ پاکستان کے مخصوص حالات کے مطابق ہو''۔

ورکنگ گروپ ایسے طریقے اور امکانات معلوم کرے گا، جن سے خواتین کی ترقی کی کوششیں زیادہ سے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوں۔ اس مقصد کے لئے واضح اہداف مقرر کئے جائیں گے۔ یہ گروپ بہترین طریقہ کار وضع کرنے اور مختلف شعبوں اور اداروں کے درمیان رابطہ پیدا کرنے میں بھی مدد دے گا۔

بقول ایلیشیا کارا ''ہم سب خواتین کی فلاح و بہبود کا کام کر رہے ہیں،لیکن پالیسی کے مختلف مقاصد کے ساتھ۔ہم اگر مل جل کر کام کریں گے تو اس سے سب کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا''۔

United States Supports Gender in Governance

حکمرانی میں خواتین کے کردار کے لئے امریکی اعانت

Nafisa Shah, MP, at a U.S.-sponsored training for Parliamentarians

رکن پارلیمنٹ نفیسہ شاہ منتخب ہونے والی خواتین کی تربیت کے لئے امریکہ کی امداد سے شروع کردہ پروگرام میں شریک ہیں

U.S. support to good governance in Pakistan includes a strong component geared to women legislators.

In all six of Pakistan's parliamentary bodies through, the U.S. Agency for International Development has sponsored training on media and constituent interaction, understanding of their role in the legislative process, and parliamentary oversight.

"We help women parliamentarians perform more effectively by giving them the tools they need," said Michael Hryshchyshyn, Director of the Democracy and Governance. "Training and capacity building are especially important because two-thirds of all parliamentarians were newly-elected in 2008."

The program also supports caucuses at the national and provincial levels that focus on women's issues. Bringing female legislatures together across party lines to rally around their common concerns promotes buy-in across the political spectrum and helps to improve the spirit of nonpartisan cooperation. A national women's caucus advocates for gender issues under the stewardship of Speaker Fehmida Mirza.

Regarding women's rights, an act against honor killing was passed in 2006. The Woman Protection Act reduced the abuse of women and gave some protection in cases of adultery. In August, 2009, the National Assembly passed a bill on domestic violence. In November, the Assembly passed the Criminal Law Amendment of 2009, which modifies the Pakistan Penal Code against sexual harassment. Progress notwithstanding, many additional legislative changes are still required for the adequate protection of women's human rights.

Women legislators have remained steady at about 22 percent since 2002, but a recent study by the Aurat Foundation found they are "pulling their weight in terms of participation," having introduced 42 percent of total private member bills in the last five years on issues relevant to women such as family violence, including "honor killing," health, and education.

امریکہ پاکستان میں اچھی حکمرانی کے لئے جو امداد دے رہا ہے اس کا ایک خاصا بڑا حصہ پارلیمنٹ کی خاتون ممبران کی تربیت کے پروگراموں کے لئے دیا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر پاکستان کے چھ پارلیمانی اداروں نے یو ایس ایڈ کی مدد سے خواتین کو میڈیا اور اپنے حلقوں سے رابطہ قائم کرنے کی تربیت دی ہے تاکہ وہ اپنے اُس کردار سے آگاہ ہو سکیں جو انھوں نے قانون سازی اور پارلیمانی نگرانی و جائزے کے حوالے سے ادا کرنا ہے۔

ڈیموکریسی اینڈ گورننس کے ڈائریکٹر Michael Hryshchyshyn کہتے ہیں: ''ہم خاتون پارلیمانی نمائندوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ان کی مدد کرتے ہیں اور انھیں وہ معلومات فراہم کرتے ہیں جن کی انھیں ضرورت ہوتی ہے۔ خواتین کی تربیت اور استعداد کار میں اضافہ اس حقیقت کے پیش نظر بہت ضروری ہے کہ 2008 میں پاکستان میں جو خواتین اسمبلیوں میں منتخب ہو کر آئی ہیں، ان میں سے دو تہائی تعداد ایسی خواتین کی ہے، جو پہلی مرتبہ ممبر بنی ہیں اور انھیں اپنے کام کا کوئی تجربہ نہیں۔''

خاتون ممبران کے اس پروگرام کے تحت قومی اور صوبائی سطح پر خواتین کے اُن پارلیمانی گروپوں کی بھی مدد کی جاتی ہے، جو خواتین کے مسائل پر توجہ دیتے ہیں۔ اس طرح یہ گروپ پارٹی سطح سے بالاتر ہو کر خواتین کے حقوق کے مشترکہ مقصد کے لئے کام کرتے ہیں اور انھیں سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا موقع ملتا ہے۔ قومی سطح پر خواتین کا اس طرح کا ایک پارلیمانی گروپ قومی اسمبلی کی اسپیکر فہمیدہ مرزا کی سربراہی میں کام کر رہا ہے۔

پاکستان میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے حالیہ برسوں میں خاصی قانون سازی ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں 2006 میں جو قانون منظور ہوا تھا جس میں جائداد میں خواتین کے حق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قتل کے تنازعات کے تصفیے کے لئے مخالفین سے خواتین کی شادی کرنے کی رسم پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے اور جبری شادی کو بھی ایک جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ اس قانون کی بعض جماعتوں نے مخالفت کی تھی اور ان کے ممبروں نے قانون کی منظوری کے خلاف اسمبلی سے واک آؤٹ کیا تھا۔

اسمبلیوں میں خاتون ممبران کی تعداد 2002 سے مسلسل تقریباً 22٪ چلی آ رہی ہے۔ تاہم عورت فاؤنڈیشن کے ایک حالیہ جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خواتین قانون سازی کے عمل میں نمایاں طور پر حصہ لیتی ہیں اور پچھلے پانچ سال کے دوران ''قتلِ غیرت'' سمیت گھریلو تشدد اور صحت اور تعلیم کے شعبے میں خواتین سے تعلق رکھنے والے مسائل کے بارے میں جو غیر سرکاری بل ایوان میں پیش کئے گئے، ان میں سے 42٪ خواتین نے پیش کئے۔

Economics of Gender

Pakistani women begin to assert themselves in business

معاشی سرگرمیاں اورخواتین

پاکستانی خواتین نے تجارت میں اپنامقام بنانا شروع کردیا ہے

Bibi and three of her daughters at work

خانم بی بی اوراس کی تین بیٹیاں اپنے کام میں مصروف ہیں

In many ways, Khanum Bibi is a typical Punjabi wife. Married 25 years, she and her husband Nisar have raised a son and five daughters in a small village outside Lahore, relying on his income as a day laborer and her work making and embellishing ladies garments with beads at home.

The family squeaked by until hard times struck last year. In the heart of an economic downturn, Nisar was injured in a street accident and could no longer work. Trapped economically, the couple agreed that Bibi should take the unusual step of venturing out of the house to support the family. Bibi proposed to her neighbors who were involved in similar work to band together to sell their product as a group in order to get a better price from market vendors.

As Bibi was getting her group together a local NGO offered to train her on product design and development, use of raw materials, market demand, and pricing arrangements. The following month, Bibi left her

خانم بی بی ایک 25 سالہ شادی شدہ عام پنجابی خاتون ہے۔ 25 سال کی عمر میں اس کی شادی ہوگئی تھی۔ وہ اور اس کا شوہر لاہور کے باہر ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتے ہیں۔ ان کا ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ میاں دہاڑی دار مزدور ہے جبکہ وہ خود سلائی کڑھائی کا کام کرتی ہے۔ اس طرح اُن کی گزر بسر ہو رہی تھی کہ اچانک پچھلے سال اس وقت ان پر نہایت مشکل وقت آ پڑا جب میاں سڑک کے حادثے میں زخمی ہو کر کام کرنے سے معذور ہو گیا۔ ان مشکل حالات میں انھوں نے فیصلہ کیا کہ اب خانم بی بی کو گھر سے باہر نکلنا اور کام کرنا ہوگا۔ خانم بی بی نے ہمسایہ خواتین سے، جو خود بھی سلائی کڑھائی کا کام کرتی تھیں، کہا آئیں مل کر کام کریں اور خود دکانداروں کو اپنا مال بیچیں تا کہ ہمیں بہتر معاوضہ ملے۔

جب بی بی اپنا گروپ تیار کر رہی تھی تو ایک مقامی این جی او نے اسے مال کا ڈیزائن تیار کرنے، اسے بہتر بنانے، خام مال کا انتظام کرنے اور بازار کی مانگ کے مطابق قیمتوں کا تعین کرنے کی تربیت دینے کی پیشکش کی۔ اگلے ہی ماہ بی بی نے گھر کا کام کاج بیٹیوں کے حوالے کیا اور خود ایک سیلز ایجنٹ کے طور پر کام کرنا شروع کر دیا۔

خانم بی بی بتاتی ہیں: ''میں نے بڑا مشکل وقت دیکھا ہے۔'' دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے انہوں نے کہا: ''شوہر کے زخمی ہونے کے بعد خاندان کی تمام ذمہ داریاں میرے کندھوں پر آن پڑیں۔ اب سیلز ایجنٹ بننے سے ہمارے

daughters to work at home and became a sales agent – an entrepreneur.

“I have had a difficult life,” Bibi said, wiping a tear with her headscarf. “But I feel a tremendous responsibility for my family since my husband’s injury. My becoming a sales agent has improved our condition, and also my confidence. Now that I have this opportunity, I want to maximize it.”

Bibi worried about how this arrangement would sit with Nisar. By consulting her husband on all her important business decisions, and maintaining her established role in the family setting, he accepts her moving about the village and markets, meeting with producers and vendors. In the end, he appreciates her ability to keep the family afloat.

“My husband didn’t give me the right to work,” Bibi said.

“I earned it. Today we make joint decisions, and the people in our village understand.”

Still, thousands of Pakistani husbands would never tolerate such behavior from a wife, fearful that family elders might disapprove and neighbors snicker and gossip. It’s a dilemma for Pakistani women who seek to improve their status: they want to maintain their traditional roles, yet they want to put what skills they have to use to help support their families.

“Women carry the honor of their families on their shoulders,” said Ayesha Saifuddin, chief executive for Karvaan, the NGO that provided the training to Bibi and hundreds of other women across Pakistan. Partly U.S.-funded, Karvann sees the female workforce as a key resource in raising standards of living. “Parents want their daughters to get married and raise children.”

However, today’s economic circumstances are convincing more men that if they prevent their wives who are capable of contributing economically to the household in difficult times, it’s ultimately the children who suffer the most.

“It’s not that husbands don’t trust their wives, they worry what the community might think,” Saifudden, a U.S.-trained economist, said. “They also fear their wives stumbling into fraudulent activities, because they’ve had so little experience with commerce in the markets.”

However a growing number of Pakistani husbands are supporting entrepreneurial wives to establish the linkages they lack, taking them to the markets, shopping their wares, and meeting delivery deadlines that revolve around events such as marriages or religious holidays.

Karvaan staff have found that women’s empowerment is a sort of byproduct of economic circumstance despite varying levels of social conservatism in different parts of the country – more husbands are letting their wives work to bolster family income, challenging the mores that impede the advancement of women in business and society.

“It’s not something that can happen overnight. It can’t be legislated,” Saifudden said. “It’s about people’s perceptions. You can’t be too aggressive – it has to be a natural process.”

(Names have been changed to protect the privacy of the subjects.)

حالات کچھ بہتر ہوئے ہیں اور میرا حوصلہ بڑھا ہے۔اب مجھے کام کا موقع ملا ہے تو میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں تاکہ ہماری آمدنی میں اضافہ ہو۔‘‘

کام شروع کرنے سے پہلے بی بی کو خدشہ تھا کہ اگر اس نے کاروبار شروع کیا تو نا معلوم اس کا میاں اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔اس نے اپنے کاروبار کے بارے میں اپنے شوہر سے مشورہ کیا اور کہا کہ گھر کی دیکھ بھال اور ذمہ داریاں پوری کرنے میں فرق نہیں آئے گا۔چنانچہ اس کے میاں نے اجازت دے دی۔اب وہ گلی محلوں میں جاتی ہے اور مال تیار کرنے والوں اور مال خریدنے والوں سے ملتی ہے۔میاں بھی مطمئن ہیں کہ بی بی باعزت روزی کما کر گھر کا خرچہ چلا رہی ہے۔

بی بی کہتی ہیں: ’’میرے میاں نے مجھے کام کرنے کی اجازت یوں ہی نہیں دے دی۔درحقیقت میں نے محنت سے یہ حق حاصل کیا ہے۔اب ہم مل جل کر فیصلے کرتے ہیں اور گاؤں کے لوگ بھی ہماری عزت کرتے ہیں۔‘‘

خانم بی بی خوش قسمت ہیں کہ انھیں کام کرنے کا موقع ملا ہے؛ لیکن پاکستان میں اب بھی بے شمار مَرد ایسے ہیں جو یہ برداشت نہیں کرتے کہ ان کی بیویاں کاروبار کے لئے باہر نکلیں کیونکہ خاندان کے بزرگ اسے پسند نہیں کرتے اور ہمسائے بھی باتیں بناتے ہیں۔ایسے حالات میں پاکستانی خواتین مخمصے میں گرفتار ہیں۔ایک طرف انھیں روایتی کردار نبھانا ہے اور دوسری طرف ان کی خواہش ہے کہ خاندان کی آمدنی میں اضافے کے لئے انھیں اپنی صلاحیتوں کو استعمال میں لانا چاہئے۔

کاروان ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جس نے خانم بی بی اور پاکستان بھر میں سینکڑوں دوسری خواتین کو تربیت دی ہے۔اس تنظیم کو کچھ فنڈز امریکہ سے بھی ملتے ہیں۔اس کی چیف ایگزیکٹو عائشہ سیف الدین کہتی ہیں: ’’خاندان کی عزت وآبرو کی تمام ذمہ داری خواتین پر عائد ہے۔کاروان تنظیم خاندان کا معیار زندگی بہتر بنانے کے سلسلے میں کام کرنے والی خواتین کو ایک کلیدی کردار سمجھتی ہے۔لیکن والدین چاہتے ہیں کہ ان کی بیٹیوں کی شادی ہو جائے اور وہ بچوں کی پرورش اور امور خانہ داری سنبھالیں۔‘‘

تاہم آج کے معاشی حالات کئی مَردوں کی سوچ میں تبدیلی لا رہے ہیں۔وہ سوچتے ہیں کہ اگر ان کی بیوی روزی کمانے کی صلاحیت رکھتی ہے اور مشکل حالات میں کام کر سکتی ہے لیکن اسے کام نہ کرنے دیا جائے تو اس کا سب سے زیادہ نقصان بچوں کو ہوگا۔

عائشہ سیف الدین، جو خود بھی امریکہ میں معاشیات کی تعلیم حاصل کر چکی ہیں، کہتی ہیں: ’’ایسی بات نہیں کہ مَرد اپنی بیویوں پر اعتبار نہیں کرتے۔دراصل انھیں خدشہ رہتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔انھیں یہ بھی ڈر ہوتا ہے کہ ان کی بیویوں سے کہیں دھوکا نہ ہو جائے کیونکہ انھیں مارکیٹ کے حالات کا تجربہ نہیں ہوتا‘‘۔

تاہم ایسے پاکستانی مَردوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جو اپنی بیویوں کی پوری مدد کرتے ہیں کہ وہ کاروبار کے اتار چڑھاؤ کا تجربہ حاصل کریں اور بازار کے نرخوں سے باخبر رہیں۔وہ انھیں مال خریدنے میں بھی مدد دیتے ہیں اور مقررہ وقت پر مال تیار کرنے میں بھی ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں کیونکہ مذہبی تہواروں اور شادی بیاہ کے موقع پر مقررہ وقت پر مال کی تیاری بڑی ضروری ہوتی ہے۔

کاروان تنظیم کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ خواتین کو بااختیار بنانا دراصل اقتصادی مجبوریوں کا ہی ایک ضمنی نتیجہ ہے۔وہ کہتے ہیں ملک کے مختلف حصوں میں سماجی رجعت پسندی کے باوجود ایسے مَردوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی بیویوں کو کام کی اجازت دے رہے ہیں تاکہ ان کے مالی حالات بہتر ہوں۔اس طرح وہ اُس سوچ کو بدل رہے ہیں جو خواتین کی ترقی کی راہ میں حائل ہے۔

خواتین کے حالات میں تبدیلی کے حوالے سے عائشہ سیف الدین کہتی ہیں: ’’یہ ایسی چیز ہے جو ایک دن میں حاصل نہیں کی جا سکتی۔اس کے لئے قانون بھی نہیں بنایا جا سکتا۔یہ دراصل لوگوں کی سوچ بدلنے کا معاملہ ہے۔آپ زبردستی سوچ نہیں بدل سکتے۔یہ تبدیلی بتدریج آتی ہے‘‘۔

(اس مضمون میں مذکور خواتین کے نام بوجوہ تبدیل کردیئے گئے ہیں)

Pakistan Energy Delegation Ends
Successful Visit to Houston and New York

توانائی کے بارے میں
پاکستانی وفد کا کامیاب دورۂ ہیوسٹن اور نیو یارک

Saleem H. Mandviwalla (at the podium), Minister of State and Chairman, Pakistan Board of Investment, opens the Pakistan Energy Delegation news conference on December, 3 2009, in Houston

وزیرِ مملکت اور بورڈ آف انوسٹمنٹ کے چیئرمین سلیم مانڈوی والا ۳ دسمبر کو ہوسٹن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

To outline investment opportunities in the energy sector and spotlight companies involved in ongoing energy projects in the region, the Pakistan Board of Investment and the U.S. Embassy organized a Pakistan Business Ambassadors Program – enlisting a formidable group of Pakistan's most successful entrepreneurs to raise awareness of opportunities for strategic energy investors. The delegation's investment opportunities represent a diverse cross section of the energy spectrum. They include:

■ Akbar Associates – One of Pakistan's largest and most diversified service providers in telecom, engineering, and oil and gas exploration.

■ Creative Energy Resources/Green Electric (Pvt.) Limited – A subsidiary company of Dubai-based Creative Energy Resources (CER), with substantial experience in developing power projects in the region.

■ Fauji Group – One of the largest, autonomous business conglomerates in the country that is establishing two 50 MW wind power projects in Sindh province.

■ Gul Ahmed Energy Limited – A subsidiary company of Gul Ahmed Group. Gul Ahmed Energy Limited runs a thermal power plant in Karachi and is now planning a new wind energy venture in Sindh Province.

توانائی کے شعبہ میں سرمایہ کاری کے مواقع تلاش کرنے اور اُن کمپنیوں سے رابطہ کرنے کے لئے جو علاقے میں توانائی کے منصوبوں پر کام کر رہی ہیں، پاکستان کے سرمایہ کاری بورڈ اور امریکی سفارتخانے نے ''پاکستان بزنس ایمبیسیڈرز پروگرام'' کے نام سے ایک وفد ترتیب دیا جس میں پاکستان کے نہایت کامیاب صنعتکاروں کے ایک خاصے بڑے گروپ کو شریک کیا گیا تا کہ امریکہ کے سرمایہ کاروں سے رابطہ کر کے انھیں پاکستان میں بجلی کے شعبہ میں سرمایہ کاری کے مواقع سے آگاہ کیا جا سکے۔ یہ وفد بجلی کی پیداوار اور اس شعبہ میں سرمایہ کاری کرنے والی مختلف کمپنیوں کے نمائندوں پر مشتمل تھا۔ ان کمپنیوں کے نام یہ ہیں:

■ اکبر ایسوسی ایٹس۔۔۔ یہ ٹیلی کام، انجینئرنگ اور تیل اور گیس کی تلاش کے شعبہ میں خدمات فراہم کرنے والی پاکستان کی ایک بڑی اور نہایت متنوع کمپنی ہے۔

■ کِری ایٹو انرجی ریسورسز/گرین الیکٹرک (پرائیویٹ لمیٹڈ)۔۔۔ یہ دبئی میں قائم کِری ایٹو انرجی ریسورسز (سی ای آر) کمپنی کی ایک ذیلی کمپنی ہے جو علاقے میں بجلی کے منصوبوں میں کام کرنے کا وسیع تجربہ رکھتی ہے۔

■ فوجی گروپ۔۔۔ یہ ملک کا ایک بڑا اور خودمختار صنعتی گروپ ہے جو صوبہ سندھ میں 50 میگاواٹ کے دو پن بجلی گھر قائم کر رہا ہے۔

A group photograph of the program participants

پروگرام کے شرکاء کا گروپ فوٹو

■ Orient Power Company Limited – The country's first Independent Power Producer (IPP) is developing a 225-MW combine cycle thermal power project at Balloki, near Lahore.

■ Pakistan Power Limited – One of Pakistan's premier exploration and production companies is seeking technology and investment partners for newly acquired and existing exploration blocks.

■ Saif energy Ltd and Saif Power Ltd – Are Part of the Saif Group one of Pakistan's Leading Industrial and services conglomerate. Saif Energy Ltd is involved in the upstream oil and gas exploration sector, while Saif Power Ltd is involved in thermal power generation.

■ Yunus Brothers Group of Companies (YB) – A major conglomerate of textile mills, cement mills, and other businesses, is developing a 215-MW run-of-river hydroelectric plant on the Swat River.

Accompanied by Gerald M. Feierstein, Deputy Chief of Mission at the United States Embassy in Islamabad, and Saleem H. Mandviwalla, Chairman, Pakistan Board of Investment, the delegation held successful meetings in Houston and New York last month with fellow business investors, government officials and the media with the objective to stimulate trade and investment between Pakistan and the U.S.; foster understanding and trust; encourage U.S. investment in Pakistan and generate more balanced media coverage of Pakistan and its economy.

Cameron International Corp., the second-largest U.S. maker of oilfield gear, signed a preliminary agreement for a joint venture with a unit of Akbar Associates Group of Pakistan.

"One of our divisions is a licensed manufacturer for Cameron," Jamal Akbar Ansari, chief executive officer of Akbar Associates, said in an interview in Houston. "That relationship is going to be enhanced to a Joint Venture."

Cameron may acquire part of a unit that makes oilfield equipment, Ansari said. Ansari and Scott Amann, a spokesman for Houston-based Cameron, declined to say how much Cameron may invest.

"We're excited about this investment and expanding what we do," Gary Halverson, president of surface systems at Cameron, said at a meeting with Pakistani executives in Houston. "There's a lot of potential in Pakistan."

The United States Government has strengthened its ongoing commitment to long-term development and infrastructure projects throughout Pakistan, including investments in energy generation, healthcare, water management and education.

■ گُل احمد انرجی لمیٹڈ۔۔۔ یہ گُل احمد گروپ کی ایک ذیلی کمپنی ہے۔گُل احمد انرجی لمیٹڈ کراچی میں ایک تھرمل بجلی گھر چلارہی ہے اوراب صوبہ سندھ میں ایک نیا پن بجلی گھر قائم کرنے کا منصوبہ بنارہی ہے۔

■ اورینٹ پاور کمپنی لمیٹڈ۔۔۔ یہ ملک کی پہلی پرائیویٹ بجلی کمپنی ہے جو لاہور کے قریب بلوکی میں 225 میگاواٹ کا کمبائن سائیکل تھرمل بجلی گھر قائم کررہی ہے۔

■ پاکستان پاور لمیٹڈ۔۔۔ یہ تیل کی تلاش اور پیداوار کے شعبہ میں کام کرنے والی پاکستان کی ایک ممتاز کمپنی ہے جو تیل کی تلاش کے موجودہ اور نئے حاصل کردہ علاقوں میں ٹیکنالوجی اور سرمایہ کاری کے لئے شراکت دار تلاش کررہی ہے۔

■ سَیف انرجی لمیٹڈ اور سَیف پاور لمیٹڈ۔۔۔ یہ پاکستان کے ایک بڑے صنعتی اور سروسز گروپ ''سیف گروپ'' کا حصہ ہے۔سَیف انرجی لمیٹڈ تیل اور گیس کی تلاش کے کام میں مصروف ہے جبکہ سیف پاور لمیٹڈ تھرمل بجلی کی پیداوار کے شعبہ میں کام کررہی ہے۔

■ یونس برادرز گروپ آف کمپنیز (YB)۔۔۔ یہ ٹیکسٹائل ملوں، سیمنٹ فیکٹریوں اور اس طرح کی دوسری صنعتیں چلانے والا ایک بڑا گروپ ہے جو دریائے سوات پر 215 میگاواٹ کا پن بجلی گھر تعمیر کررہا ہے۔

وفد نے اسلام آباد کے امریکی سفارتخانے کے ڈپٹی چیف آف مشن جیرالڈ ایم فیئرسٹین اور پاکستان کے سرمایہ کاری بورڈ کے چیئرمین سلیم ایچ مانڈوی والا کے ہمراہ پچھلے ماہ ہیوسٹن اور نیویارک میں سرمایہ کاروں، سرکاری حکام اور میڈیا سے کامیاب ملاقاتیں کیں تاکہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائے، افہام وتفہیم اور باہمی اعتماد بڑھایا جائے، پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جائے اور پاکستان اور اس کی معیشت کے بارے میں میڈیا کوریج کو زیادہ متوازن بنایا جائے۔

کیمرون انٹرنیشنل کارپوریشن نے، جو امریکہ کا آئل فیلڈ گیئر تیار کرنے والا دوسرا سب سے بڑا ادارہ ہے، اکبر ایسوسی ایٹس کے ایک یونٹ کے ساتھ مشترکہ سرمایہ کاری کے ایک ابتدائی سمجھوتے پر دستخط کئے۔

اکبر ایسوسی ایٹس کے چیف ایگزیکٹو آفیسر جمال اکبر انصاری نے ہیوسٹن میں ایک انٹرویو میں بتایا: ''ہمارا ایک ڈویژن کیمرون کارپوریشن کے لئے آلات تیار کررہا ہے۔ ہمارے یہ تعلقات مشترکہ منصوبے کی شکل میں مزید بڑھیں گے''۔ انھوں نے بتایا کہ کیمرون کارپوریشن اُس یونٹ کا کچھ حصہ خریدنے میں دلچسپی رکھتی ہے جو آئل فیلڈ کا سازوسامان تیار کرتا ہے۔تاہم انصاری اور ہیوسٹن میں قائم کیمرون کارپوریشن کے ترجمان اسکاٹ ایمن نے یہ بتانے سے گریز کیا کہ کیمرون کارپوریشن کتنی مالیت کی سرمایہ کاری کرے گی۔

کیمرون کے سرفیس سسٹمز کے صدر گیری ہیل ورسن نے ہیوسٹن میں پاکستانی ایگزیکٹوز کے ساتھ ایک میٹنگ میں کہا: ''ہم سرمایہ کاری میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں اور پہلے سے جو کام کررہے ہیں اس میں توسیع کررہے ہیں۔ پاکستان میں سرمایہ کاری کی بہت گنجائش ہے۔''

حکومت امریکہ پاکستان کی طویل المیعاد ترقی اور پاکستان بھر میں بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کی تعمیر میں مدد دینے پر خاص توجہ دے رہی ہے۔ان میں بجلی کی پیداوار، صحت اور تعلیم کی سہولیات اور پانی کے انتظامات کے منصوبے شامل ہیں۔

Young Muslims Make Their Mark in U.S.

Featured: Television Journalist Kiran Khalid

As a child, according to her mother, Kiran Khalid used to sit inside a cardboard box facing outward — "so that I was literally in a TV, if not on it," Khalid said. Since then, Khalid, 35, has pursued a career as a television journalist, news broadcaster, and producer that has taken her from local news reporting to covering major national and international news events.

"I was the first Pakistani-American woman in broadcast news in the United States," she said. "If I'm wrong about that, I would love to meet the true pioneer because as far as I've been told, my road was untraveled."

Growing Up in Texas

Khalid's father was born in New Delhi, India, and her mother in Karachi, Pakistan, but Khalid herself grew up in suburban Houston, Texas, where her father was a land developer.

She focused on journalism early in life. "My interest was ignited through a love of writing," she said. "I was often busy writing short stories growing up."

Khalid, like her two brothers and her sister excelled in school. The siblings' high performance helped them overcome the strain of being the only minority family in their small community.

"It was often a situation where you simply accepted that that's the way the world was," she said, "and I'm grateful for those early encounters because they prepared me for the post-9/11 backlash."

Local TV News

Khalid graduated with a major in journalism from the University of Texas in Austin, where she said she fell "for the immediacy of television, the idea of being on the air with breaking news."

In 1996, she went to work for the local CBS station in Corpus Christi, Texas, a job that she found both exciting and frustrating. Corpus Christi provided many news opportunities — storms, drug smuggling, and immigration — but the station had antiquated equipment, which made work difficult.

"Still, I enjoyed the work, being in front of the camera," she recalled. "I just knew I could be good at this."

At another TV station in Lake Charles, Louisiana, Khalid found the reverse situation: state-of-the-art equipment but a relatively quiet news environment. "I worked hard and became the weekend anchor," she said.

She also became something of a local celebrity. "Walking into the mall would be

ٹی وی صحافی کرن خالد جیسے

جوانسال مسلمان امریکہ میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں

کرن خالد کہتی ہیں میری امی بتاتی ہیں ''جب تو چھوٹی ہوتی تھی تو گتے کے ڈبہ میں بیٹھ جایا کرتی تھی، چہرہ باہر نکال کر''۔۔۔اس طرح مَیں گویا ٹی وی پروگرام پیش کر رہی ہوتی تھی۔35 سالہ کرن خالد ٹی وی کی صحافی، نیوز براڈ کاسٹر اور پروڈیوسر کے طور پر کام کرنے کا تجربہ رکھتی ہیں۔انھوں نے ابتدا مقامی خبروں کی رپورٹنگ سے کی اور پھر بتدریج انھیں بڑے بڑے قومی اور بین الاقوامی حالات و واقعات کی کوریج کا موقع ملا۔

وہ بتاتی ہیں'' میں امریکہ میں ٹیلی ویژن کی پہلی پاکستانی امریکی خاتون صحافی ہوں۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، مجھ سے پہلے کوئی پاکستانی امریکی خاتون اس شعبہ میں نہیں آئی۔''

ٹیکساس میں پرورش

کرن کے والد نئی دہلی میں جبکہ والدہ کراچی میں پیدا ہوئی تھیں، تاہم کرن نے ہیوسٹن، ٹیکساس کے مضافات میں پرورش پائی، جہاں اُن کے والد تعمیرات کے شعبہ میں کام کرتے تھے۔

کرن نے اوائل عمری ہی میں صحافت کا انتخاب کرلیا۔ وہ بتاتی ہیں،'' مجھے لکھنے کا شوق تھا، جس سے صحافت میں میری دلچسپی بڑھی۔ میں بچپن میں مختصر کہانیاں لکھتی رہتی تھی۔'' کرن اپنے دو بھائیوں اور ایک بہن کی طرح اسکول میں پڑھائی میں بہت اچھی تھی۔ وہ جس چھوٹے سے علاقے میں رہتے تھے، وہاں پاکستانی امریکیوں کا یہ واحد خاندان تھا، لیکن چونکہ یہ پڑھائی میں اچھے تھے، اس لئے انھیں اقلیت میں ہونے کی زیادہ پریشانی نہیں اٹھانی پڑی۔

وہ کہتی ہیں: ''اکثر مشکل صورتحال کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کا یہی معمول ہے۔ مجھے ابتدائی زندگی میں مشکل صورتحال کا سامنا کرنے کا جو تجربہ حاصل ہوا، اور بعد میں اس سے بہت فائدہ ہوا۔اس طرح کے تجربات نے مجھے 9/11 کے واقعے سے پیدا ہونے والی صورتحال کا سامنا کرنے کے لئے تیار کیا۔''

مقامی ٹی وی پر خبریں

کرن نے آسٹن میں یونیورسٹی آف ٹیکساس سے گریجوایشن کی، جہاں صحافت ان کا بڑا مضمون تھا۔ وہ کہتی ہیں: ''میں ٹی وی سے فوری اور براہ راست نشر ہونے والی اطلاعات میں بہت کشش محسوس کرتی تھی اور سوچتی تھی کہ میں بھی کبھی ٹی وی پر اسی طرح تازہ ترین خبریں سنایا کروں گی۔''

کرن نے 1996 میں کارپس کرسٹی، ٹیکساس میں سی بی ایس کے مقامی اسٹیشن پر کام کرنا شروع کیا۔ انھیں یہ کام دلچسپ بھی لگا اور مایوس کن بھی۔ دلچسپ اس لحاظ سے کہ وہ عوام کی دلچسپی کی معلومات ان تک پہنچاتی تھیں، مثلاً طوفان، منشیات کی اسمگلنگ اور تارکین وطن کے بارے میں خبریں، مایوس کن اس لحاظ سے کہ اِس ٹی وی اسٹیشن پر استعمال ہونے والے آلات بہت پُرانے تھے، جس سے کام کرنے میں بڑی دشواری ہوتی تھی۔

اُن دنوں کو یاد کرتے ہوئے وہ کہتی ہیں: ''اس طرح کے حالات کے باوجود مجھے وہاں کام کرنا اور کیمرے کے سامنے آنا اچھا لگتا تھا۔ میں سمجھتی تھی یہ میرے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔''

لیک چارلس، لوزیانا میں ایک اور ٹی وی اسٹیشن پر صورتحال اس کے

like walking on stage," she said with a laugh. "Everybody seemed to recognize me."

In Mobile, Alabama, Khalid was on the air as many as four or five times a day, but she found herself exhausted. "I felt I was just going in circles." She decided to try the riskier but freer life of a freelance journalist.

Looking back, "the most gratifying aspect of local news is consumer investigative reporting," Khalid said. "Holding shady businesses and people accountable for their actions through the glare of a television lens is community service local news provides that is often overlooked."

Freelancing

In 2005, Khalid reported on the grim lives of subsistence farmers threatened by famine in Niger and Mali. Her documentary, The Hunger Gap, was a finalist in a United Nations film festival.

In the United States, Khalid worked as a field producer for a very different kind of news operation, Court TV, which covers major criminal and civil trials.

Khalid also became an active member of the South Asian Journalists Association (SAJA). "I'm very proud of my role on SAJA's board," Khalid said. "I love working with an organization that does so much for young journalists, such as mentoring and scholarships."

Pakistan and America

Following the September 11 terrorist attacks in 2001, Khalid quickly recognized that "Pakistan was going to be a central player, and I knew it was now or never to be part of the story."

Kiran Khalid, center, interviews singer John Mayer at the 2007 Save the Music Foundation Gala.

کرن خالد (درمیان میں) سیو دی میوزک فاؤنڈیشن گالا2009 کے موقع پر گلوکار جان میئر سے انٹرویو کر رہی ہیں۔

Fluent in Urdu, she traveled to Pakistan and became one of the first Western journalists to report from inside the Pakistani religious schools, or madrassahs, that many accused of encouraging terrorism.

In 2007, Khalid returned for her most dangerous assignment, to film a documentary, called We Are Not Free, on media censorship and attacks on journalists by the Musharraf government in Pakistan.

In an interview with AsiaMedia, she said, "The thing that really struck me was how brave they were ... willingly to put their safety at risk in order to pursue what they think is a noble calling."

Since January 2008, Khalid has been working as a producer for one of television's most popular news and feature programs, ABC's Good Morning America (GMA).

This article is excerpted from the richly illustrated book Being Muslim in America, published by the Bureau of International Information Programs. The entire book is available in PDF format.

برعکس تھی۔ وہاں آلات تو جدید قسم کے تھے لیکن خبروں کا ماحول خاصا قدیم تھا۔ وہ کہتی ہیں: ''یہاں میں نے سخت محنت کی اور اختتام ہفتہ نشر ہونے والے پروگرام کی میزبان کے طور پر کام کرنے لگی''۔ میں مقامی طور پر جانی پہچانی شخصیت بن گئی۔ ''سڑک پر چلتے ہوئے یوں لگتا تھا، جیسے میں اسٹیج پر موجود ہوں۔'' انھوں نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا: ''ہر کوئی مجھے پہچان لیتا تھا۔''

موبائیل، الاباما میں کرن خالد روزانہ چار پانچ دفعہ ٹی وی اسکرین پر آتی تھیں، لیکن یہاں انھوں نے ایک طرح کی تھکاوٹ محسوس کرنا شروع کر دی۔ ''لگتا تھا میں کولھو کے بیل کی طرح ایک ہی دائرے میں گھوم رہی ہوں۔'' چنانچہ انھوں نے ایک مشکل لیکن آزادانہ کام کرنے یعنی فری لانس صحافی بننے کا فیصلہ کرلیا۔

فری لانس بننے سے پہلے کی ٹی وی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتی ہیں: ''مقامی خبروں کا سب سے زیادہ اطمینان بخش پہلو یہ ہوتا ہے کہ اس میں صارفین سے تعلق رکھنے والی تحقیقاتی رپورٹنگ کرنا ہوتی ہے۔ کاروباری لوگوں اور تاجروں کے غیر قانونی کام کوٹی وی کیمرے کی آنکھ سے دیکھنا اور اُن سے جواب طلب کرنا ایک قسم کا رفاہ عامہ کا کام ہوتا ہے، جو مقامی خبروں کے ذریعے کیا جاتا ہے لیکن اس کام کو اکثر اہمیت نہیں دی جاتی۔''

فری لانسنگ

2005 میں کرن نے افریقی ملکوں نائیجر اور مالی میں قحط سالی کا شکار کسانوں کی حالت زار کے بارے میں رپورٹنگ کی۔ اُن کی دستاویزی فلم The Hunger Gap اقوام متحدہ کے فلم فیسٹیول میں بہترین فلموں کے مقابلے کے فائنل تک پہنچی تھی۔ امریکہ میں کرن نے رپورٹنگ کے ایک بہت مختلف شعبے یعنی کورٹ ٹی وی میں فیلڈ پروڈیوسر کے طور پر بھی کام کیا۔ کورٹ ٹی وی میں بڑے بڑے فوجداری اور دیوانی مقدمات کے بارے میں خبریں دی جاتی ہیں۔

کرن ساؤتھ ایشین جرنلسٹس ایسوسی ایشن (SAJA) کی بھی ایک سرگرم ممبر ہیں۔ وہ کہتی ہیں: ''میں SAJA میں اپنی کارکردگی پر بہت فخر محسوس کرتی ہوں۔ مجھے اس تنظیم میں کام کرنا بہت اچھا لگتا ہے، کیونکہ یہ نوجوان صحافیوں کی تعلیم و تربیت اور وظائف کے سلسلے میں رہنمائی کرتی ہے۔''

پاکستان اور امریکہ

11 ستمبر 2001 کے واقعے کے فوراً بعد کرن خالد کو احساس ہوگیا کہ ''پاکستان کو اب مرکزی اہمیت حاصل ہوجائے گی اور کسی صحافی کے لئے اس طرح کا موقع 'ابھی یا کبھی نہیں' والا موقع ہے، جس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

چنانچہ وہ پاکستان روانہ ہوگئیں۔ انھیں یہ سہولت بھی حاصل تھی کہ وہ اردو بڑی روانی سے بول سکتی تھیں۔ وہ اُن اولین مغربی صحافیوں میں شامل تھیں، جنھوں نے پاکستان میں دینی مدارس کے اندر سے رپورٹنگ کی، جن کے بارے میں کئی لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ مدارس دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

2007 میں کرن خالد دوبارہ پاکستان آئیں۔ اس مرتبہ وہ ایک دستاویزی فلم 'We Are Not Free' تیار کر رہی تھیں، جو مشرف دور میں ذرائع ابلاغ پر عائد کی جانے والی سنسرشپ اور صحافیوں پر ہونے والے حملوں کے بارے میں تھی۔ یہ بھی ایک خطرناک کام تھا۔

ایشیا میڈیا کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے وہ کہتی ہیں: ''جو چیز مجھے بہت حیران کن لگی، وہ یہ تھی کہ پاکستانی صحافی زبردست جرأت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ وہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے اپنی جانیں خطرے میں ڈال رہے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ وہ اچھے مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔'' جنوری 2008 سے کرن خالد ABC ٹی وی کے ایک نہایت مقبول عام پروگرام Good Morning America (GMA) میں پروڈیوسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔

اس مضمون کے اقتباسات Bieng Muslim in America نامی کتاب سے لئے گئے ہیں، جو بیورو آف انٹرنیشنل انفارمیشن پروگرامز نے شائع کی ہے۔ پوری کتاب پی ڈی ایف فارمیٹ میں دستیاب ہے۔

Human Rights Group Embraces Social Media via "The Hub"

Site allows users to upload video, audio and photos of human rights abuses

انسانی حقوق کے گروپ کا "ھب" کے ذریعہ سماجی میڈیا کا استعمال

یہ سائٹ انسانی حقوق کی
پامالی کے متعلق وڈیو، آڈیو اور تصاویر
اپ لوڈ کرنے کی سہولت مہیا کرتی ہے

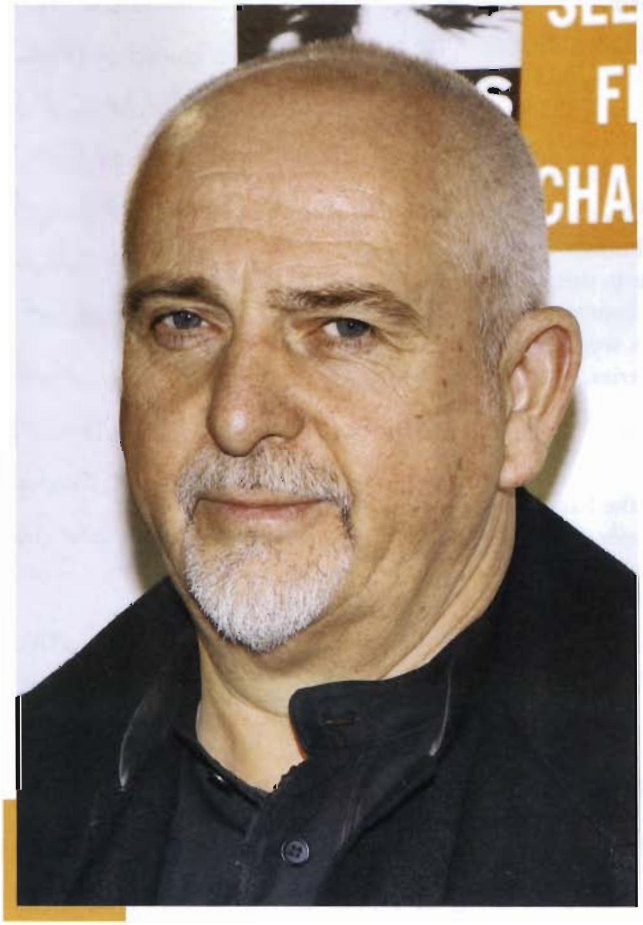

Peter Gabriel

پیٹر گبریل

Human rights activists are finding that easy-to-use technologies such as cell phones, small digital cameras and the Internet expand their ability to document and discuss human rights abuses. Now they have a central platform on which to place their material for the world to see.

The Hub, launched in November 2007, bills itself as the world's first participatory media site for human rights. An interactive community, it allows just about any concerned citizen worldwide to upload videos, audio or photos and share their human rights stories with the world. The goal is to use interactive social media as a catalyst for positive social change.

انسانی حقوق کے کارکنوں کیلئے یہ بات ایک نعمت سے کم نہیں کہ وہ آسانی سے استعمال ہونے والی ٹیکنالوجی مثلاً سیل فون، چھوٹے ڈیجیٹل کیمرے اور انٹرنیٹ کے ذریعے اپنی کارکردگی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ اب وہ انسانی حقوق کی پامالی کو ریکارڈ بھی کر سکتے ہیں اور اس پر تبادلہ خیال بھی کر سکتے ہیں۔ اس ٹیکنالوجی کے ذریعے انھیں ایک ایسا مرکزی پلیٹ فارم مل گیا ہے جس سے وہ اپنا مواد میڈیا سائٹ ''دی ہب'' پر شائع کر سکتے ہیں اور پوری دنیا اسے دیکھ سکتی ہے۔

''دی ہب'' نامی سائٹ نومبر 2007 میں شروع کی گئی تھی۔ اسے انسانی حقوق کے بارے میں دنیا کی پہلی اجتماعی میڈیا سائٹ قرار دیا جا رہا ہے۔ اس کے ذریعے کوئی بھی متعلقہ شخص

One of the missions of The Hub is to lower the barriers to participation in online media for ordinary people

میڈیا سائٹ کا ایک مقصد یہ ہے کہ عام لوگوں کو آن لائن میڈیا میں شرکت کی راہ میں جو رکاوٹیں پیش آتی ہیں انھیں دور کیا جائے

The Hub is a project of WITNESS, an independent, nonprofit international human rights organization that uses video and online technologies to focus public attention on human rights abuses and find ways to end them.

WITNESS is the brainchild of Peter Gabriel, a British musician and songwriter who rose to fame in the early 1970s as the lead vocalist with the progressive rock band Genesis. Gabriel co-founded WITNESS in 1992 in conjunction with the Reebok Human Rights Foundation and the U.S.-based Lawyers Committee for Human Rights.

WITNESS partners with 12 to 15 human rights organizations at a time for a period of one year to three years to provide training in using video as a key component of their advocacy work. So far, WITNESS has worked with some 300 organization in more than 70 countries.

LOWERING THE BARRIERS TO HUMAN RIGHTS ACTIVISTS

One of the missions of The Hub is to lower the barriers to participation in online media for ordinary people, according to Sameer Padania, manager for The Hub. The Hub, according to Padania, does not compete with commercial journalism but expands on it.

Singer-songwriter Peter Gabriel helped spearhead The Hub as a WITNESS project.

The advent of affordable cell phones with the capacity to shoot still photos and video has had a huge impact. Not only do cell phones make documentation of human rights abuses easier, dissemination of news gathered via cell phone can reach the public at every strata of society. An example of this is the cell phone footage of Neda Agha-Soltan, the young woman who was shot and killed last June during anti-government demonstrations in Iran. The video quickly reached audiences around the world via YouTube and Facebook and was seen even by President Obama, who called her death "heartbreaking" and "unjust" at a White House press conference. That the president of the United States would watch such a video and publicly comment on it demonstrates that such media have earned acknowledgement and validity among policy circles.

The Hub has about 30,000 participants, either as contributors of material or as recipients of The Hub's electronic newsletter. Participants can engage with The Hub in English, Spanish and French; Arabic, Chinese and Russian are to be added in the future.

ویڈیو، آڈیو یا فوٹو اَپ لوڈ کر سکتا ہے اور دنیا کو انسانی حقوق کے بارے میں اپنے تجربات اور واقعات سے آگاہ کر سکتا ہے۔ اس سائٹ کا مقصد یہ ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کو مثبت سماجی تبدیلی لانے کیلئے استعمال میں لایا جائے۔

''دی ہب'' انسانی حقوق کی عالمی تنظیم وِٹنیس (WITNESS) کا ایک منصوبہ ہے۔ یہ ایک آزاد اور غیر تجارتی تنظیم ہے جو وڈیو اور آن لائن ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہوئے لوگوں کی توجہ انسانی حقوق کی پامالی اور اس کے خاتمے کی طرف مبذول کراتی ہے۔

وِٹنیس ایک برطانوی موسیقار اور نغمہ نگار پیٹر گبریل کی سوچ کا نتیجہ ہے، جس نے 1970 کے عشرے کے اوائل میں پروگریسو راک بینڈ Genesis میں نمایاں گلوکار کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ گبریل نے 1992 میں ری بوک ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن اور انسانی حقوق کے بارے میں امریکی وکلا کی کمیٹی کے ساتھ مل کر وٹنیس کی بنیاد رکھی۔

وٹنیس ایک وقت میں انسانی حقوق کی 12 سے 15 تنظیموں کے ساتھ ایک سے تین سال تک مل کر کام کرتی ہے اور انھیں انسانی حقوق کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے تربیت دیتی ہے، جس میں وڈیو کے استعمال کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اب تک وٹنیس 70 سے زائد ملکوں میں تقریباً 300 تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کر چکی ہے۔

انسانی حقوق کے کارکنوں کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور کرنا

''دی ہب'' کے مینیجر سمیر پڈانیا کے مطابق اس میڈیا سائٹ کا ایک مقصد یہ ہے کہ عام لوگوں کو آن لائن میڈیا میں شرکت کی راہ میں جو رکاوٹیں پیش آتی ہیں انھیں دور کیا جائے۔ پڈانیا کے بقول ''دی ہب'' تجارتی صحافت کے ساتھ مقابلہ نہیں کرتی بلکہ اس کے کام کو آگے بڑھاتی ہے۔

سیل فون کی بآسانی دستیابی اور اس کے ذریعے فوٹو اور ویڈیو بنانے کی سہولت سے دوررس اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ سیل فون سے نہ صرف انسانی حقوق کی پامالی کو ریکارڈ کرنا آسان ہو گیا ہے بلکہ اس کے ذریعے جو اطلاعات اور معلومات جمع ہوتی ہیں انھیں معاشرے کے ہر طبقے تک پہنچانا بھی آسان ہو گیا ہے۔ اس کی ایک مثال ایرانی لڑکی ندا آغا سلطان کی ہلاکت کا واقعہ ہے، جسے گزشتہ سال جون میں ایران میں حکومت مخالف مظاہروں کے دوران گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس کی ہلاکت کا پورا منظر سیل فون کے ذریعے محفوظ کر لیا گیا تھا۔ اس کی وڈیو یوٹیوب اور فیس بک کے ذریعے نہایت تیزی سے پوری دنیا میں پھیل گئی۔ صدر اوباما نے بھی یہ ویڈیو دیکھی تھی اور وائیٹ ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس میں اس واقعے کو ''دلدوز'' اور ''غیر منصفانہ'' قرار دیا تھا۔ امریکی صدر جیسی شخصیت کی طرف سے اس طرح کی ویڈیو دیکھنا اور اس پر تبصرہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس میڈیا نے پالیسی ساز حلقوں تک رسائی حاصل کر لی ہے جہاں اس کی اہمیت کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔

''دی ہب'' کے ساتھ تقریباً 30,000 لوگ وابستہ ہیں، جو اسے مواد بھیجتے ہیں یا اس کا الیکٹرانک نیوز لیٹر وصول کرتے ہیں۔ یہ لوگ ''دی ہب'' کے ساتھ انگریزی، ہسپانوی اور فرانسیسی زبانوں میں رابطہ کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد عربی، چینی اور روسی زبان میں بھی رابطہ کیا جا سکے گا۔

U.S. DONATES SEARCH AND RESCUE EQUIPMENT

امریکہ کی جانب سے بازیاب اور جان بچانے والے سازوسامان کا عطیہ

U.S. Consul General Candace Putnan giving away rescue equipment to Peshawar Commissioner Azam Khan

قونصل جنرل کینڈیس پٹنم کمشنر پشاور اعظم خان کو ہنگامی امداد کا سازوسامان دے رہی ہیں

In a ceremony held on December 14th, U.S. Consul General Candace Putnam delivered four search and rescue equipment kits to the NWFP Provincial Relief, Rehabilitation and Settlement Authority (PaRRSA). The equipment will help fire and rescue personnel to safely remove victims from disaster scenes.

Each Collapsed Structure Search and Rescue Kit includes basic rescue equipment such as ropes and pulleys, hydraulic jacks, chain saws, industrial drills, and emergency medical supplies. "These kits will provide rescue workers the life-saving tools they need to ensure that the wounded reach medical experts sooner," said the Consul General.

"During the recent spate of terrorist attacks in the Peshawar area, the lack of sophisticated rescue equipment available to our response teams was badly felt by the provincial overnment," Mr. Muhammad Azam Khan, Commissioner of Peshawar. "This assistance from the United States comes at just the right time."

امریکی قونصل جنرل کینڈیس پٹنم نے پشاور میں 14 دسمبر کو صوبہ سرحد کی ہنگامی امداد، بحالی وآبادکاری کے ادارہ پی اے آر آر ایس اے کو بازیابی اور امدادی سرگرمیوں کے لئے ضروری سازوسامان کی چار کٹس حوالے کیں۔ یہ سامان آگ بجھانے اور امدادی کاموں سے متعلق اہلکاروں کو آفت سے متاثرہ علاقہ سے بحفاظت نکالنے میں مدد دے گا۔

منہدم عمارتوں میں تلاش اور جان بچانے والی ہر کٹ میں بنیادی ضروری آلات جیسا کہ رسی اور چرخیاں، ہائیڈرالک جیک، زنجیر والے آرے، صنعتی مشین ڈرلز اور ہنگامی حالت میں استعمال ہونے والی ادویات شامل ہیں۔ قونصل جنرل پٹنم نے کہا کہ یہ کٹس امدادی کارکنوں کو زندگی بچانے والے آلات مہیا کریں گی جن کے ذریعہ زخمیوں کو جلد طبی ماہرین تک پہنچا سکیں گے۔

پشاور کے کمشنر محمد اعظم خان نے کہا کہ پشاور کے علاقہ میں ہونے والے حالیہ دہشت گرد حملوں کی لہر کے دوران صوبائی حکومت نے ہمارے کارکنوں کے پاس جدید امدادی سامان کی کمی کو شدت سے محسوس کیا تھا۔ امریکہ سے یہ امداد مناسب وقت پر ملی ہے۔

A Life Changing Trip

My name is Rabia Salim, I am a student of business administration studying in a prestigious institute of Peshawar. I got the opportunity of a lifetime to participate in SUSI (Study of United States Institute) in 2009 to represent my country Pakistan. The days I spent in the United States from June till August changed my perspective about United States and its people.

A total of 150 students from 15 countries participated in the program which included discussions on different aspects of leadership and peace building enhancing my leadership skills. Our program was so well designed and well organized, that not liking any part of it would be an injustice. With lectures, team activities and class assignments at Green River community College were conducted by impressive and intellectual lecturers. We also took inspiring and thought provoking trips to various sites which helped us to think pragmatically.

Pakistan, India and Bangladesh were in one group and we stayed in Seattle in Washington State. This beautiful and the lavish green city has the most attractive and mesmerizing sites. The different flavors of American culture were many and varied. A flood of good memories come to mind. Square dancing, Pike Place market, typical Mexican food, baseball games, breath taking fireworks on independence day (July 4th) meeting with the Lt. Governor's chief of staff, the Senior Centre, participating in Cornucopia parade, an exciting cruise to Tillicum village, visit to Microsoft Centre and the Museum of Flight, wonderful experience at a Food Bank and hospitality kitchen, and last but not the least, study tour to Olympic peninsula

It was all a great learning experience.

Among the different and unique activities and visits that we took part in during our five week visit, was going to a food kitchen for the homeless. It made me realize the importance of servant leadership and how I should strive to become one. We always have problems around us but the means to solve them lie within us. The concept of helping people in this way has expanded my horizons regarding assisting and I plan to help the less fortunate in my country.

The SUSI program not only enhanced my leadership skills but the cultural exchange aspect was an eye opener. Living with students of the same age but different backgrounds religions and values was the best education I could have ever had. The best times were those days spent with my course mates from India and Bangladesh and in the last week with 13 different countries. I miss each of them but do stay in touch. I cannot wait to see them all again and have a re-union some day.

Traveling alone to completely different part of the world and to stay with large group of students did bring different thoughts to my mind. But the moment I landed at Washington airport the things were so different than I had imagined. I was very comfortable staying with host families who never let you feel home sick. Americans are kind, friendly and very co-operative. I had made many friends and I truly miss them. From the day I arrived to the day I said good-by I was a complete different person. I learnt things which I couldn't have any other place. It's not just the academics but learning through interaction with different groups of people which is priceless. This program has helped me to refocus. My aim now is to be servant-leader in my society.

Thank you USA Leadership Institute

Alumni Connect

دیرینہ تعلق

وقت گزارا، وہ میری زندگی کا بہترین وقت ہے۔ میں اپنے ان تمام ساتھیوں کو بہت یاد کرتی ہوں اور ان سے رابطہ رکھتی ہوں۔ جی چاہتا ہے ان سے پھر ملاقات ہو۔

دنیا کے ایک بالکل مختلف حصے میں اکیلے جانا اور طلبہ کے ایک بڑے گروپ کے ساتھ رہنا مجھے بڑا عجیب لگتا تھا اور میرے دل میں طرح طرح کے خیالات آتے تھے لیکن جونہی میں واشنگٹن ایئر پورٹ پر اتری، میرے تمام خدشات دور ہو گئے۔ یہاں مجھے جو تنوع نظر آیا، وہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ جن خاندانوں کے ہاں میں نے قیام کیا، انھوں نے میرا ہر طرح خیال رکھا اور مجھے اپنے گھر کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ امریکہ کے لوگ بڑے شفیق، دوستدار اور تعاون کرنے والے ہوتے ہیں۔ میں نے وہاں بہت سے دوست بنائے، جنھیں میں بہت یاد کرتی ہوں۔ جس دن میں امریکہ پہنچی اور جس دن وہاں سے رخصت ہوئی، اس عرصہ کے دوران میں ایک بالکل مختلف شخصیت بن گئی۔ وہاں میں نے جو کچھ سیکھا وہ کہیں اور ممکن نہیں تھا۔ علم محض کتابوں سے ہی حاصل نہیں ہوتا، عام لوگوں سے میل جول سے بھی بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ اس پروگرام نے میری سوچ بدلنے میں بہت مدد دی ہے۔ اب میں خدمت خلق کے جذبے کے ساتھ کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ یو ایس اے لیڈرشپ انسٹی ٹیوٹ آپ کا بہت شکریہ!

میری زندگی میں
انقلاب لانے والا سفر

Rabia Salim (R) with classmates and Seattle skyline in the background.

رابعہ سلیم (دائیں) اپنے گروپ کے دیگر شرکاء کے ہمراہ جبکہ سی ایٹل کی بلند و بالا عمارتیں عقب میں نظر آ رہی ہیں

میرا نام رابعہ سلیم ہے۔ میں پشاور کے ایک ممتاز تعلیمی ادارے میں بزنس ایڈمنسٹریشن کی اسٹوڈنٹ ہوں۔ مجھے 2009 میں SUSI (Study of United States Institute) پروگرام میں شرکت کا نادر موقع ملا، جس میں میں نے اپنے وطن پاکستان کی نمائندگی کی۔ میں نے جون سے اگست 2009 تک امریکہ میں جو دن گزارے، انھوں نے امریکہ اور اہل امریکہ کے بارے میں میرے خیالات یکسر بدل ڈالے۔

اس پروگرام میں 15 ملکوں کے 150 طلبہ شریک تھے۔ یہ پروگرام قیادت اور قیام امن کے مختلف پہلوؤں پر سوچ بچار کے بارے میں تھا۔ اس سے میری قائدانہ صلاحیتوں میں اضافہ ہوا۔ ہمارا پروگرام اتنا اچھے طریقے سے ترتیب دیا گیا تھا کہ اس کے کسی حصے پر نکتہ چینی کرنا بڑی ناانصافی ہوگی۔ گرین ریور کمیونٹی کالج میں بڑے بڑے صاحب علم اساتذہ اجتماعی سرگرمیوں اور کلاس کی مشقوں میں ہماری رہنمائی کرتے تھے۔ ہم نے بہت سی جگہوں کا دورہ بھی کیا، جس سے ہمارے علم میں بیش بہا اضافہ ہوا اور ہمیں حقیقت پسندانہ سوچ اپنانے میں مدد ملی۔

پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے طلبہ ایک گروپ میں تھے۔ ہم نے ریاست واشنگٹن میں سی ایٹل شہر میں قیام کیا۔ اس خوبصورت اور سرسبز و شاداب شہر میں انتہائی پُرکشش اور مسحور کن مقامات دیکھنے کو ملے۔ ہمیں امریکی ثقافت کے گوناں گوں رنگ دیکھنے کا بھی موقع ملا۔ اسکوائر ڈانسنگ، پائیک پلیس مارکیٹ، مخصوص میکسیکن کھانے، بیس بال کا کھیل، (چار جولائی کو) یوم آزادی پر آتشبازی کا شاندار مظاہرہ، لیفٹننٹ گورنر کے چیف آف اسٹاف سے ملاقات، سینئر سنٹر کا دورہ، کارنوکوپیا پریڈ میں شرکت، ٹِلی کم گاؤں کی سیر، مائکروسافٹ سنٹر کی سیر، میوزیم آف فلائیٹ کی سیر، فوڈ بینک، ہاسپیٹیلیٹی کچن اور اولمپک جزیرہ نما کا مطالعاتی دورہ، یہ سب مناظر آنکھوں کے سامنے پھرتے رہتے ہیں۔ واقعی یہ پروگرام معلومات اور علم حاصل کرنے کا زبردست ذریعہ ثابت ہوا۔

پانچ ہفتے کے اس پروگرام کے دوران ہم نے جن مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیا اور مطالعاتی دورے کئے، ان میں ایک قابل ذکر پروگرام بے گھر لوگوں کے لئے خوراک تیار کرنے والے کچن کا دورہ تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ دوسروں کی خدمت کرنا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ میں بھی کوشش کروں گی کہ اس طرح کے کاموں میں حصہ لوں۔ ہمارے اردگرد مسائل موجود ہوتے ہیں لیکن ان مسائل کا حل ہمارے اندر موجود ہوتا ہے۔ دوسرے لوگوں کی مدد کرنے کا یہ طریقہ دیکھ کر خدمت خلق کے بارے میں مجھے نیا جذبہ ملا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ میں اپنے وطن کے غریب اور ضرورتمند لوگوں کی مدد کروں گی۔

SUSI پروگرام سے نہ صرف میری قائدانہ صلاحیتوں میں اضافہ ہوا بلکہ ثقافتی تنوع نے بھی میری آنکھیں کھول دیں۔ اپنی عمر کے لیکن اپنے سے مختلف مذہبی اور ثقافتی پس منظر رکھنے والے طلبہ کے ساتھ رہنے سے مجھے جو تعلیم حاصل ہوئی، وہ میری اب تک کی تعلیم کا بہترین حصہ ہے۔ میں نے ہندوستان اور بنگلہ دیش کے اپنے ساتھی طلبہ کے ساتھ جو دن گزارے اور آخری ہفتے میں 13 مختلف ملکوں کے طلبہ کے ساتھ جو

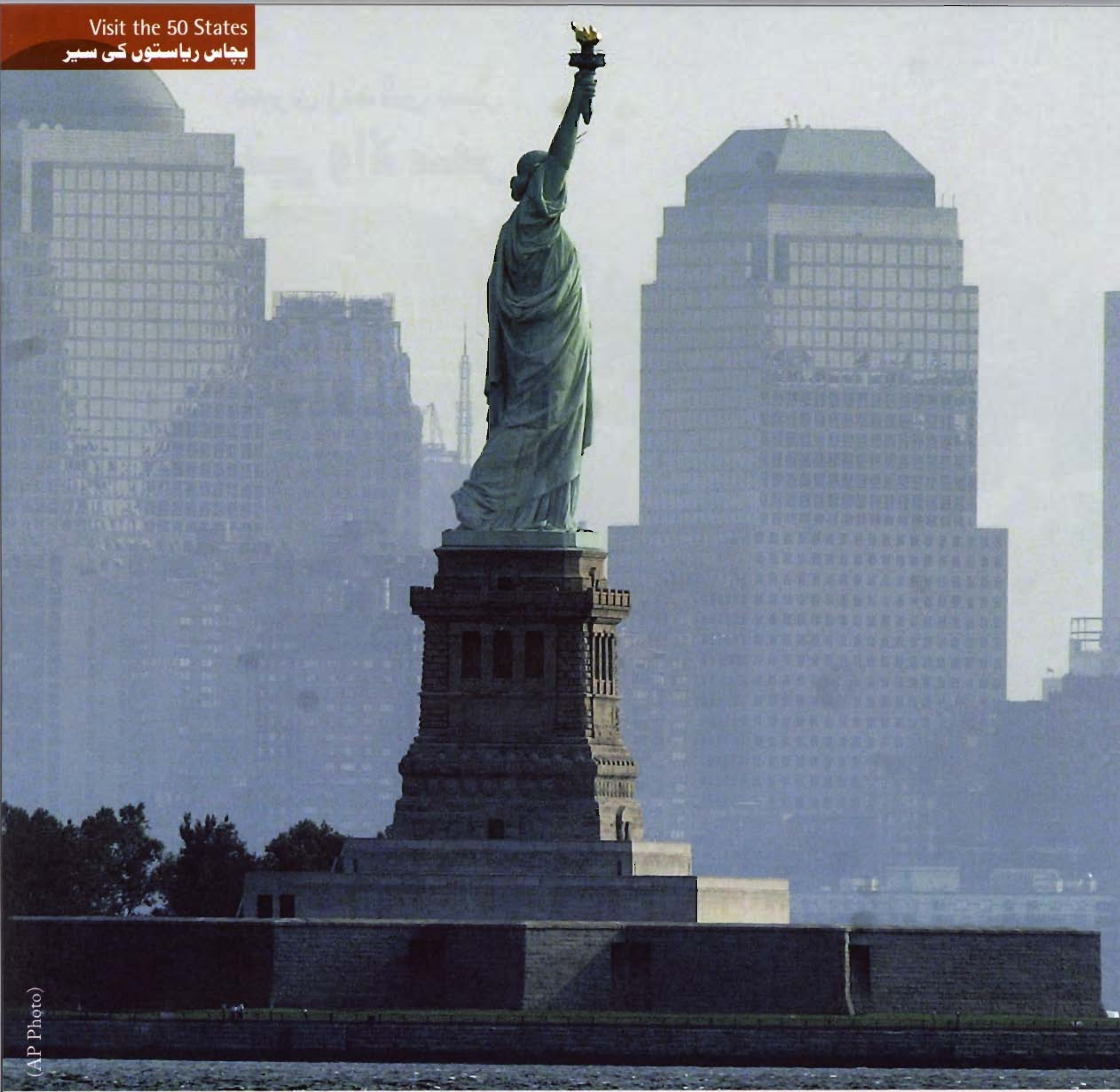

(AP Photo)

New York State
ریاست نیویارک

Your guide to attractions, culture and history within the 50 states of the United States in chronological order of admission to the Union

امریکہ کی پچاس ریاستوں کے پُرکشش قدرتی، ثقافتی اور تاریخی مقامات کی سیر کے لئے رہنمائی ترتیب وار بلحاظ تاریخ الحاق ریاست ہائے متحدہ امریکہ

Admission to Union:	Saturday, July 26, 1788	یونین میں شمولیت:	26 جولائی 1788 بروز ہفتہ
Capital:	Albany	دارالحکومت:	ال بنی
Population:	19,011,378 (2001)	آبادی:	19,011,378 (2001 کے اعداد وشمار کے مطابق)

State Bird:
Bluebird

ریاست کا پرندہ:
نیلی چڑیا

State Flower:
Rose

ریاست کا پھول:
گلاب

New York State is a world of its own. It boasts spectacular white sand beaches, a chain of canals for cruising similar to those in Europe and more downhill ski areas than most other states in the Union. These are just a few of the surprises awaiting your discovery!

New York City, which features Times Square and its famous lights, Broadway, the Statue of Liberty and excellent shopping, is the top destination for international visitors to the United States. International visitors are increasingly combining a visit to the city with side trips to other parts of the state. More and more international tour operators are also promoting tours throughout our eleven vacation regions. This region also offers a diverse selection of museums, excellent outlet shopping and great salt water fishing - and yes, spectacular white sand beaches.

ریاست نیویارک بجائے خود ایک دنیا ہے۔ یہاں سفید ریت والے دلفریب ساحل بھی ہیں، کشتی رانی کے لئے یورپ کی طرح نہریں بھی ہیں اور برف پر پھسلنے والے کھیل سکی اِنگ کے وسیع انتظامات بھی ہیں۔ ریاست نیویارک کے پُرکشش مقامات آپ کو دعوتِ نظارہ دیتے ہیں۔ آیئے آپ کو اُن میں سے چند ایک کا

(AP Photo)

تعارف کرائیں۔

نیویارک شہر ٹائمز اسکوائر، خوبصورت روشنیوں، براڈوے، مجسمۂ آزادی اور شاندار شاپنگ مراکز کا شہر ہے۔ یہ امریکہ آنے والے زیادہ تر غیر ملکی سیاحوں کی پہلی منزل ہوتی ہے۔ غیر ملکی سیاحوں اور مسافروں کی کوشش ہوتی ہے کہ اس شہر کی سیر اُن کے پروگرام میں ضرور شامل ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ریاست کے دوسرے حصوں کی سیر بھی اپنے پروگرام میں شامل کر لیتے ہیں۔ بین الاقوامی سیاحتی کمپنیاں ریاست نیویارک کے اُن 11 تفریحی مقامات کی خوب تشہیر کرتی ہیں جو تعطیلات گزارنے والوں کے پسندیدہ مقامات ہیں۔ یہ علاقہ طرح طرح کے عجائب خانوں، خوبصورت شاپنگ مراکز، نمکین پانی کی مچھلی کے شکار اور سفید ریت والے ساحلوں کے لئے مشہور ہے۔

وادیٔ ہڈسن اور کیٹسکل کا علاقہ مین ہٹن کے شمال میں واقع ہے اور اپنی آرٹ

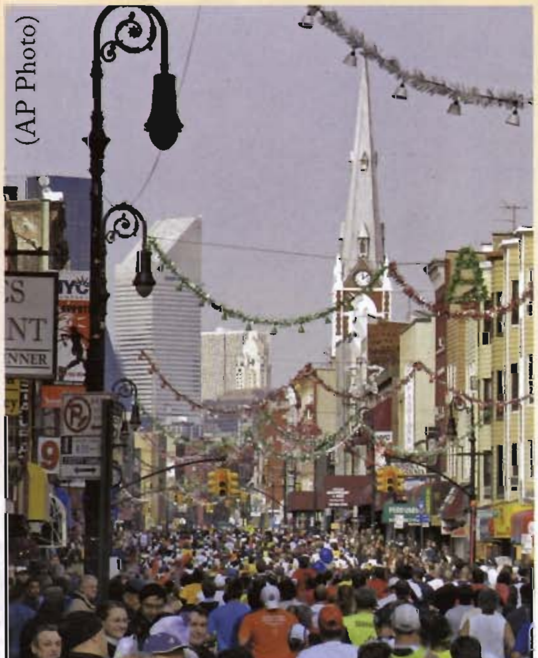

(AP Photo)

New York

گیلریوں، محفوظ قدرتی ماحول، ریستورانوں، نادر تاریخی عمارتوں، انواع واقسام کی شراب کے کارخانوں اور مشرقی امریکہ کی بہترین فلائی فشنگ کے لئے خاص طور پر شہرت رکھتا ہے۔ یہاں گائیڈ کی رہنمائی میں سال بھر سیر وسیاحت کا انتظام موجود رہتا ہے۔ خواہ آپ کشتی میں سوار ہوں یا گھوڑے پر یا ہائیکنگ کر رہے ہوں، آپ قدرتی مناظر سے مالا مال اس علاقے کی خوبصورتی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

وادیٔ ہڈسن سے مزید شمال کی طرف کیپیٹل ساراٹوگا کا علاقہ آتا ہے جو اپنی تاریخ، گھڑ دوڑ، معدنی چشموں کے پانی میں غسل اور تھیٹرز کے لئے مشہور ہے۔ آپ ال بنی شہر اور دریائے ہڈسن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ زیر آب کشتی کے سفر سے بھی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

ساراٹوگا سپرنگز سے شمال کی طرف آگے بڑھیں تو ایڈوران ڈیک پارک آ جاتا ہے۔ 600,000 ایکڑ پر پھیلے اس پارک میں تعطیلات گزارنے والوں کے لئے طرح طرح کے تفریح کے انتظامات موجود ہیں، مثلاً کیمپنگ، ہائیکنگ، گھڑ سواری اور موسم سرما کے مقبول عام کھیل۔ جھیل پلیسڈ میں دو مرتبہ موسم سرما کے اولمپک کھیل ہو چکے ہیں۔ ایڈوران ڈیک کے مغرب میں آپ کو تھاؤزینڈ آئی لینڈ کا خوبصورت علاقہ ملے گا جو سیاحوں کو ریاست نیویارک کے تاریخی ماضی سے روشناس کراتا ہے اور قابل دید مقامات اور رینیسانس فیسٹیول سمیت تفریحی سرگرمیوں کیلئے مشہور ہے۔ آپ کشتی رانی، مچھلی کے شکار یا تیراکی سے لطف اندوز ہوں یا کشتی میں سیر کرتے ہوئے بولٹ کاسل تک چلے جائیں۔ یہ 120 کمروں پر مشتمل رائین لینڈ طرز کا قلعہ ہے جو 20 ویں صدی کے ابتدائی زمانے میں تعمیر کیا گیا تھا۔ جھلملاتا پانی اور گرمیوں کا چمکتا سورج اس سیر کو آپ کے لئے ناقابل فراموش بنا دے گا!

تھاؤزینڈ جزائر کے جنوب میں فنگر لیکس کا علاقہ ہے جو انگلینڈ کے لیک ڈسٹرکٹ سے ملتا جلتا ہے۔ گہری جھیلوں کے ساتھ ساتھ قدیم وضع کے دیہات، آبشاریں

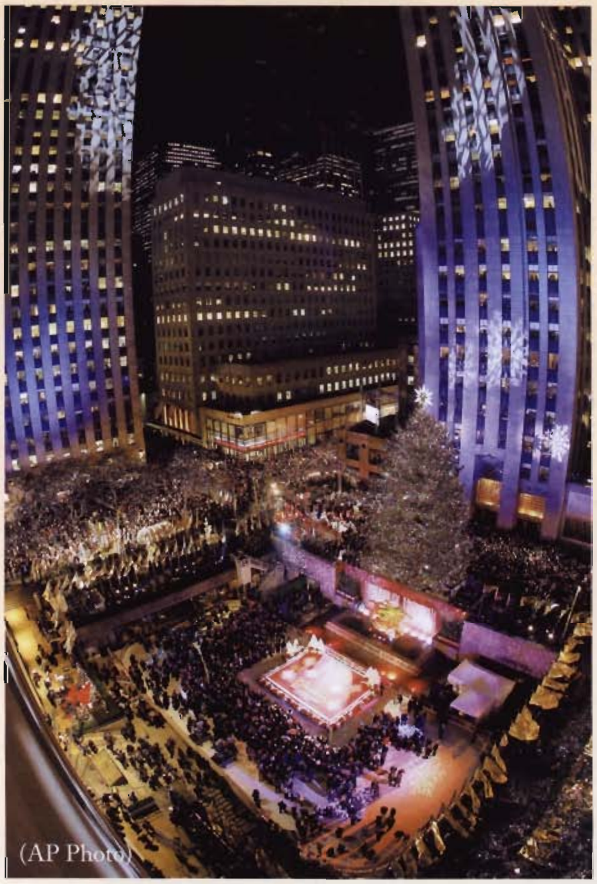
(AP Photo)

Rockfeller Plaza

راک فیلر پلازہ

Here are some examples of exciting places: to visit.

The Hudson Valley and Catskill Regions, north of Manhattan, are known for their art galleries, nature preserves, restaurants, exquisite historic mansions, a great variety of wineries, and the best fly fishing in the eastern U.S. Guided tours are available year-round. Whether you're in a boat, on a horse or hiking, you will enjoy the beauty and splendor of this naturally enchanting area.

Further north of the Hudson Valley is our Capital-Saratoga Region, recognized for its history, horse racing, mineral baths, spas and theaters. You can also enjoy the state's only amphibious boat ride while learning more about the City of Albany and the Hudson River.

Continuing north from Saratoga Springs is our Adirondack Park; 600,000 acres that offer a multitude of outdoor vacation opportunities - camping, hiking, horseback riding and all popular winter sports. Lake Placid was the site of two Winter Olympic Games. West of the Adirondacks, you will discover our beautiful 1000 Islands Region, which provides visitors with an opportunity to learn about New York State's historical past, as well as local attractions and events, including an annual Renaissance Festival. Try boating, fishing and swimming, or take a boat tour and stop at Boldt Castle – a 120 room Rhineland-style castle built at the turn of the 20th century. The sparkling water and dazzling summer sun will make this gem unforgettable!

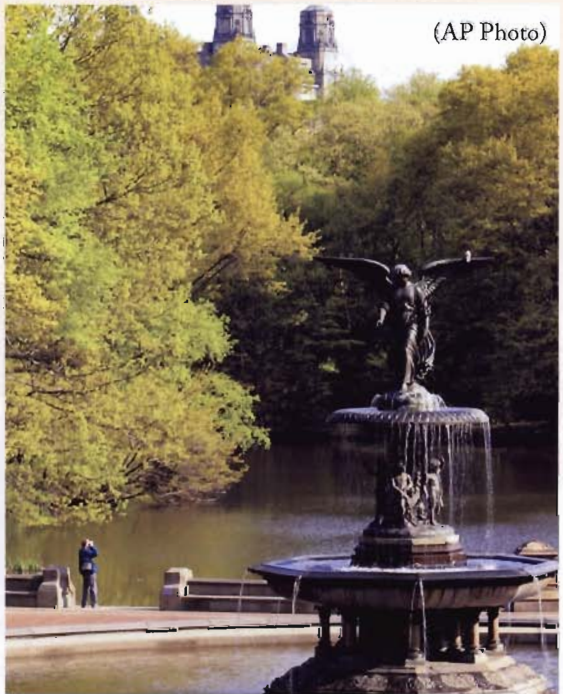
(AP Photo)

Niagra Falls

نیاگرافالز

(AP Photo)

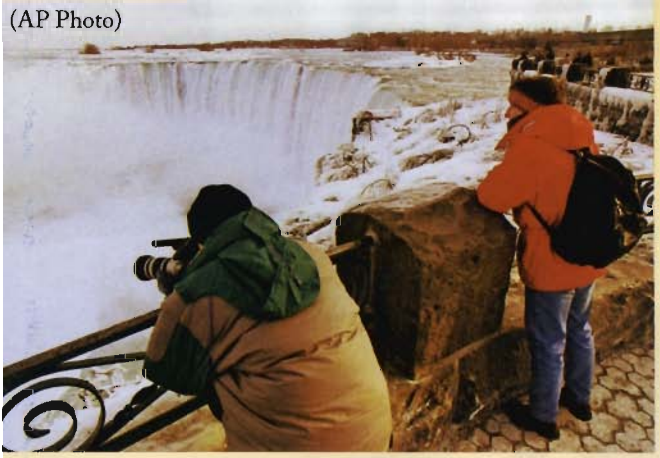

South of the 1000 Islands, you'll find the Finger Lakes, which is similar to the lake district of England. There are quaint villages next to deep lakes, renowned museums highlighting everything from glass to the earth and science, and numerous waterfalls. You will also find scenic Letchworth State Park (the Grand Canyon of the East) and more wineries and wine trails than any other part of the eastern U.S. Enjoy fine dining with an exceptional choice of red and white wines throughout the region.

Further west is the Greater Niagara Region and its main attraction, majestic Niagara Falls. Bring a waterproof camera and enjoy boat rides and tours near this world-famous attraction. You will also enjoy exciting activities; from nightlife to theater, shopping, and strolling through Victorian villages, to museums and amusement parks.

New York State also offers a great variety of festivals; celebrating everything from lilacs to garlic and seasonal activities. View scenic vistas during the autumn months; ski downhill or cross-country at one of our many ski areas, resorts and state parks in the winter. Take a balloon ride or go to the many flea markets during the spring. You can also parasail or whitewater raft down a river. We have over 6000 ponds, lakes and reservoirs that help make New York State a great family vacation destination.

There are country-specific Internet sites to help you research and plan your New York State vacation.

اور مشہور میوزیم موجود ہیں جہاں شیشے سے لے کر زمینی سائنس تک کے بارے میں معلومات کے خزانے رکھے ہیں۔ آپ دلفریب لیچ ورتھ اسٹیٹ پارک بھی دیکھ سکتے ہیں (جو مشرق کا Grand Canyon کہلاتا ہے)۔ مشرقی امریکہ کے کسی بھی دوسرے علاقے سے زیادہ یہاں شراب کے کارخانے اور انگوروں کے باغات ہیں۔ پورے علاقے میں اعلیٰ اور لذیذ کھانے اور غیر معمولی اقسام کی سرخ اور سفید شرابیں دستیاب ہیں۔

مزید مغرب کی طرف بڑھیں تو گریٹر نیاگرا کا علاقہ آ جاتا ہے جو اپنی عظیم آبشارِ نیاگرا کے لئے مشہور ہے۔ آپ اپنے ساتھ واٹر پروف کیمرے لائیں اور اس عالمی شہرت یافتہ مقام کے پاس کشتی رانی سے لطف اندوز ہوں اور خوبصورت مناظر کی تصویریں کھینچیں۔ یہاں کئی تفریحی سرگرمیوں کے انتظامات موجود ہیں جن میں رات کی محفلوں سے لے کر تھیٹرز، شاپنگ، وکٹورین دیہات کی سیر اور میوزیم اور تفریحی پارکوں کی سیر جیسی سرگرمیاں شامل ہیں۔

ریاست نیویارک میں طرح طرح کے جشن منائے جاتے ہیں مثلاً Lilac پھول کا جشن، لہسن کا جشن وغیرہ یا موسم کی مطابقت سے جشن اور اس طرح کی دوسری سرگرمیاں۔ موسم خزاں کے خوبصورت مناظر بھی قابل دید ہوتے ہیں۔ سردیوں میں سکی انگ کے علاقوں میں سکی انگ یا ریاست کے پارکوں اور دوسرے تفریحی مقامات سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ موسم بہار میں آپ غبارے میں پرواز کر سکتے ہیں یا کسی کباڑی مارکیٹ چلے جائیں جہاں سستی اور استعمال شدہ اشیا ملتی ہیں۔ آپ دریا میں پیرا سیل یا وائٹ واٹر ریفٹ سے بھی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ریاست میں 6,000 سے زیادہ تالاب، جھیلیں اور محفوظ قدرتی علاقے ہیں جو ریاست نیویارک کو فیملی کے ساتھ تعطیلات گزارنے کا پُرکشش مقام بناتے ہیں۔

اگر آپ ریاست نیویارک کی سیاحت کا پروگرام بنا رہے ہیں تو انٹرنیٹ کی ہر ملک کے لئے خصوصی سائیٹس بھی موجود ہیں جو آپ کو سیر و تفریح کا پروگرام ترتیب دینے میں بہت مدد دے سکتی ہیں۔

(AP Photo)

New York Appartments

نیویارک اپارٹمنٹس

One Success at a time

Helping the People of Pakistan

کامیابی کی داستان

پاکستانی عوام کی مدد

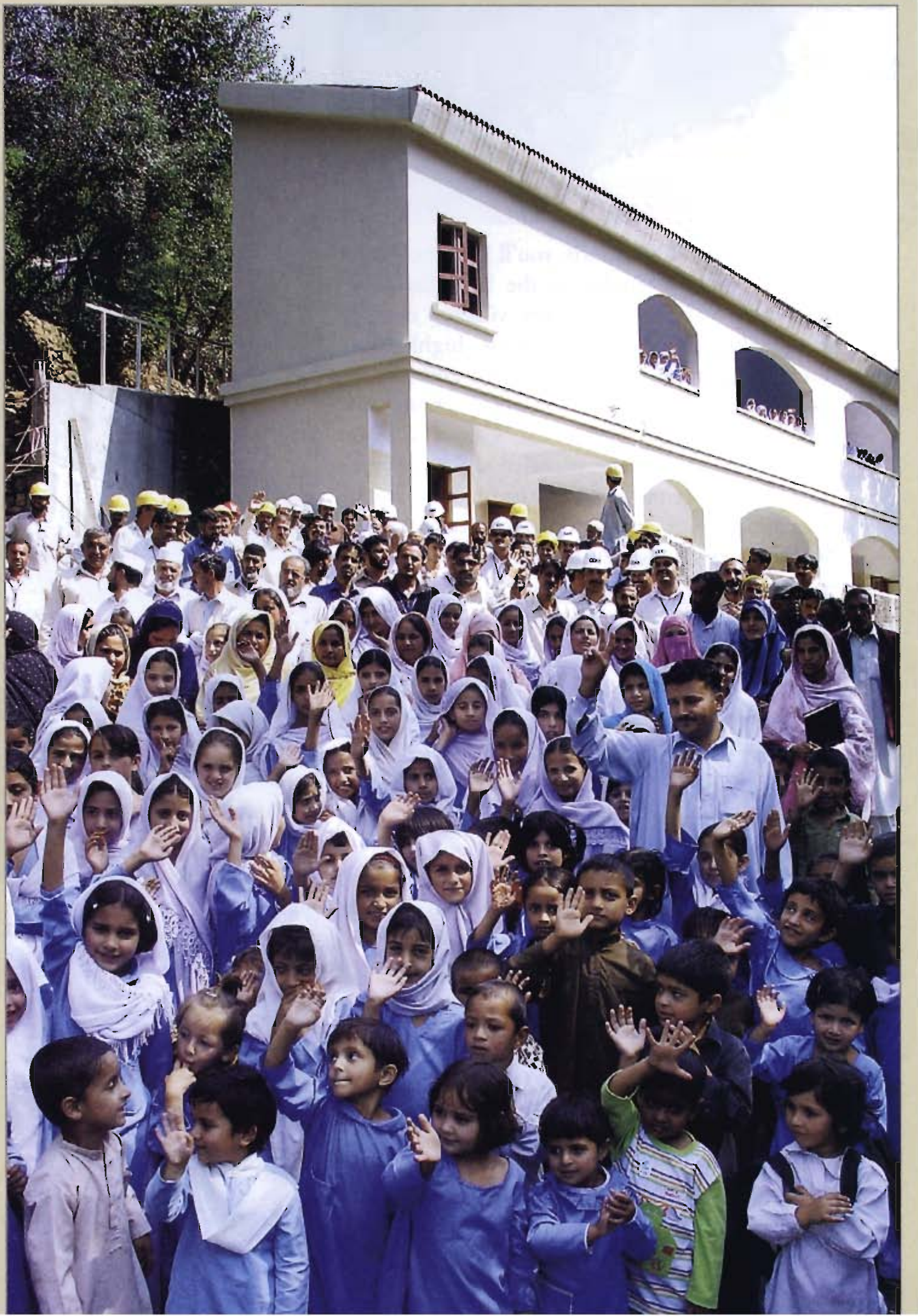

Students celebrate the opening of a school in the earthquake-devasted village of Kana Mohri in earlier 2009. The school is among 59, among other more than 200 civic buildings that will be constructed or rehabilitated with U.S. government assistance under the Earthquake Reconstruction Program.

2009 کے اوائل میں زلزلہ سے متاثرہ کانا موہری گاؤں میں طلبہ وطالبات اسکول کے دوبارہ کھلنے کے موقع پر خوشی کا اظہار کررہے ہیں۔ یہ اسکول ان 59 اسکولوں یا ان دیگر 200 عمارتوں میں شامل ہے جن کی تعمیرِ نو امریکی حکومت کی اعانت سے کی جائے گی۔

Rebuilding Devastated Communities

Since the earthquake, Pakistan and the U.S. are replacing more than bricks and mortar

تباہ شدہ آبادیوں کی تعمیرنو

زلزلہ کے بعد پاکستان اور امریکہ عمارتوں کی تعمیر سے بڑھ کر مصروفِ عمل

In the four years since the devastating earthquake in the northeast part of the country, reconstruction of the region has been an important component of the development portfolio at the U.S. Agency for International Development (USAID) in Pakistan.

In the immediate aftermath of the Oct. 8, 2005 tragedy, the U.S. government mobilized all of its available resources. Military helicopters transported survivors out of destroyed cities and brought in thousands of tons of relief materials such as food, medical services, clothing, and tents in collaboration with the Disaster Assistance Response Team. Heavy machinery moved debris to search for victims and set the stage for rebuilding.

The close teamwork of Pakistani and U.S. governments, along with other international donor organizations and NGOs, prepared the remote, devastated region for the inevitable onset of winter and averted another tragedy for the survivors.

As the dust settled, they joined ERRA, the new Pakistani Earthquake Reconstruction and Rehabilitation Authority, in planning and managing the massive task of rebuilding the region.

"We saw the situation as an opportunity – a chance to help rebuild more than schools and health centers, but whole communities," USAID Mission Director Bob Wilson said. "Not only did we replace bricks and mortar, but also provided isolated areas with technical

پاکستان کے شمال مشرقی علاقوں میں 4 سال پہلے آنے والے تباہ کن زلزلے کے بعد سے پاکستان میں امریکہ کے بین الاقوامی ترقی کے ادارے یوایس ایڈ کے ترقیاتی پروگرام میں تباہ شدہ علاقوں کی تعمیرنو کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

8 اکتوبر 2005 کے زلزلے کے فوراً بعد امریکی حکومت نے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے امدادی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا۔فوجی ہیلی کاپٹروں نے زندہ بچ جانے والوں کو تباہ شدہ شہروں سے نکالا اورخوراک، ادویات، کپڑے، خیمے اوراس طرح کا دوسرا ہزاروں ٹن امدادی سامان متاثرین تک پہنچایا۔ بھاری مشینری کے ذریعے ملبہ ہٹایا گیا، ملبے میں دبے لوگوں کو تلاش کیا گیا اور تعمیرنو کی تیاریوں شروع کردی گئیں۔

پاکستان اور امریکہ کی حکومتوں، بین الاقوامی امدادی اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں، سب نے مل کر متاثرین زلزلہ کو موسم سرما کی شدت سے بچانے کے لئے انتظامات کئے اوراس طرح انھیں ایک نئ آفت سے بچالیا۔ابتدائی ہنگامی کاموں کے بعد یوایس ایڈ نے بحالی وتعمیرنو کے نئے پاکستانی ادارے 'ایرا' کے ساتھ مل کر علاقے کی تعمیرنو کی منصوبہ بندی اور انتظامات کا عظیم کام شروع کیا۔

یوایس ایڈ کے مشن ڈائریکٹر باب ولسن کہتے ہیں: ''ہم نے اس صورتحال کو ایک مفید موقع میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ محض اسکولوں اور ہسپتالوں کی مرمت کی بجائے پوری بستیوں اور معاشرے کی تعمیرنو کی جائے۔ہم نے اپنا کام محض اینٹ گارے تک محدود نہیں رکھا بلکہ دوردراز علاقوں کو ٹیکنیکل مدد بھی دی تاکہ مقامی

assistance to improve local administration and delivery of health and education services."

They created a five year, $200 million program consisting of four projects, which include construction, education, health, and livelihoods restoration and development in the Mansehra district of Northwest Frontier Province (NWFP) and the in Bagh district of Azad Jammu & Kashmir (AJK).

More than half the program – $120 million – was allocated for physical reconstruction of destroyed buildings such as schools and basic health units. Programs cut across the development portfolio, with $23 million to strengthen education systems, $28 million for healthcare, and another $28 million for livelihoods restoration.

School reconstruction plans include 59 buildings – 25 in Bagh district and 34 in Mansehra. More importantly, they have trained 10,000 teachers in these two districts, and helped establish 2,300 school management committees, Wilson said. These committees give parents and community members an opportunity to get involved in school activities, and help identify and address their priorities and problems.

The livelihoods project has created more than 6,500 permanent jobs in the earthquake-stricken area. A matching grants program with local firms has generated more than eight million dollars toward the rebuilding of the local economy and creation of new business in small industries linked to agriculture, such as dairy, or linked to local tourism in some parts of the earthquake area.

Female health care providers, trained to work with expecting mothers and newborns, were sent to assist with deliveries in the earthquake zones. In the last three years, seven of 10 health units in the region have been staffed with female health workers, starting from none. Now half the units are equipped to provide reproductive health services, and overall individual health unit performance indicators have improved exponentially.

"Despite the difficulties presented by the mountainous terrain and harsh climate, projects are on schedule to be completed by October of 2010," said Robert MacLeod, leader of the reconstruction team.

انتظامیہ کی کارکردگی میں بہتری آئے اور صحت اور تعلیم کا نظام بہتر ہو۔''

اس مقصد کے لئے یوایس ایڈ نے 200 ملین ڈالر مالیت کا ایک 5 سالہ پروگرام تیار کیا جو 4 منصوبوں پر مشتمل ہے۔ اس میں صوبہ سرحد کے ضلع مانسہرہ اور آزاد کشمیر کے ضلع باغ میں تعمیر نو، تعلیم، صحت اور روزگار کی بحالی کا کام شامل تھا۔ اس پروگرام کا آدھے سے زیادہ بجٹ، یعنی 120 ملین ڈالر، تباہ شدہ عمارتوں مثلاً اسکولوں اور ہسپتالوں کی تعمیر نو کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ترقیاتی کاموں پر بھی توجہ دی گئی ہے اور 23 ملین ڈالر تعلیمی نظام کی بہتری، 28 ملین ڈالر علاج معالجے اور مزید 28 ملین ڈالر ذرائع روزگار کی بحالی کے لئے رکھے گئے ہیں۔

اسکولوں کی تعمیر نو کے منصوبے میں 59 عمارتوں کی تعمیر شامل ہے، 25 باغ میں اور 34 ضلع مانسہرہ میں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یوایس ایڈ نے ان دونوں ضلعوں میں 10,000 سے زیادہ اساتذہ کو تربیت دی اور 2,300 اسکول انتظامی کمیٹیاں قائم کرنے میں بھی مدد دی۔ یہ کمیٹیاں بچوں کے والدین اور علاقے کے دوسرے لوگوں کو یہ موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ اسکولوں کی سرگرمیوں میں شریک ہوں اور اسکولوں کے مسائل معلوم کرنے اور انھیں حل کرنے میں مدد دیں۔

یوایس ایڈ کے 'روزگار کے منصوبے' نے زلزلہ زدہ علاقوں میں 6,500 سے زیادہ مستقل روزگار کے مواقع پیدا کئے ہیں۔ مقامی فرموں کے ساتھ مل کر میچنگ گرانٹ کے ایک پروگرام کے ذریعے 8 ملین ڈالر سے زیادہ کی رقم کا بندوبست کیا گیا تاکہ مقامی معیشت کو بحال کیا جائے اور ایسی چھوٹی صنعتیں قائم کرنے میں مدد دی جائے جن کا تعلق زراعت سے ہو مثلاً ڈیری فارمنگ کی صنعت۔ اس کے علاوہ زلزلہ زدہ علاقوں کے بعض حصوں میں سیاحت کے فروغ پر بھی توجہ دی گئی ہے۔

صحت کے شعبے میں یوایس ایڈ نے اس بات پر توجہ دی کہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کا انتظام کیا جائے جو حاملہ خواتین اور نومولود بچوں کی نگہداشت کا کام کرسکیں۔ علاقے میں پہلے کوئی لیڈی ہیلتھ ورکر موجود نہیں تھی لیکن اب گزشتہ 3 سال میں علاقے کے 10 میں سے 7 ہیلتھ یونٹوں میں خواتین پر مشتمل طبی عملہ آچکا ہے اور آدھے ہیلتھ یونٹوں میں زچہ و بچہ کی نگہداشت اور علاج معالجے کا انتظام ہو چکا ہے۔ ہیلتھ یونٹوں کی مجموعی کارکردگی میں بھی نمایاں طور پر بہتری آئی ہے۔

یوایس ایڈ کی 'تعمیر نو ٹیم' کے سربراہ رابرٹ میک لیوڈ کہتے ہیں: ''دشوار گزار پہاڑی

The livelihoods project has created more than 6,500 permanent jobs in the earthquake-stricken area

یو ایس ایڈ کے 'روزگار کے منصوبے' نے زلزلہ زدہ علاقوں میں 6,500 سے زیادہ مستقل روزگار کے مواقع پیدا کئے ہیں

"Over the next year, we will complete construction of the schools and health units now under way, and shore up capacity in the communities that we hope will demand improved services from local administration long after the completion of our projects," he said. "After that point, we hope to integrate the social welfare elements of our program into our health, education, and economic growth offices."

MacLeod said that the tragedy has opened the door to development activities previously unavailable to the politically sensitive area of AJK, which has been disputed between Pakistan and India since independence.

"We've had a rare opportunity to work there," he said. "We hope the region will remain less isolated than before."

For children, in particular, the trauma of losing their homes and schools was compounded by the loss of a daily routine of attending classes and playing with friends. The reconstruction efforts have developed 40 "child-friendly spaces" in villages where schools had been destroyed across three of the worst-hit districts. The centers allow nearly 2,000 kids to engage in creative activities for more than three hours a day supervised by adult monitors and community volunteers as houses and schools were rebuilt.

"In the beginning, the children wouldn't talk or play with each other," said Azra Iqbal, a volunteer at the 170-member child center in the village of Malkan. "But in the last six months, there has been tremendous improvement in their participation. Without this space, these children would have been roaming the streets."

علاقے اور سخت موسمی حالات کی وجہ سے پیش آنے والی مشکلات کے باوجود ہمارے منصوبے مقررہ نظام الاوقات کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں جو اکتوبر 2010 تک مکمل ہو جائیں گے۔ ہم اگلے سال اسکولوں اور صحت کے یونٹوں کی تعمیر کا کام مکمل کر لیں گے اور مقامی علاقوں کی استعداد کار بڑھائیں گے جو یقیناً ہمارے منصوبے مکمل ہونے کے بعد مقامی انتظامیہ سے بہتر سہولتوں کا مطالبہ کریں گے۔ اس مرحلے کے بعد ہمارا ارادہ ہے کہ پروگرام کے سماجی بھلائی کے حصے کو صحت، تعلیم اور اقتصادی ترقی کے پروگراموں میں شامل کر لیا جائے۔"

"ہم سمجھتے ہیں کہ زلزلے سے جہاں نقصانات ہوئے ہیں، وہاں آزاد کشمیر کے سیاسی طور پر حساس علاقے میں، جو آزادی کے وقت سے پاکستان اور ہندوستان کے درمیان متنازعہ چلا آرہا ہے، ترقیاتی سرگرمیوں کا دروازہ بھی کھل گیا ہے۔ ہمیں یہاں کام کرنے کا نادر موقع ملا ہے۔ امید ہے اب یہ علاقہ اتنا الگ تھلگ نہیں رہے گا جتنا پہلے تھا۔"

زلزلے کا سانحہ بچوں کے لئے خاص طور پر ایک بڑا صدمہ تھا، جن کے گھر اور اسکول تباہ ہو گئے، تعلیم معطل ہو گئی اور اپنے دوستوں سے کھیل کود ختم ہو گئی۔ تعمیر نو کی سرگرمیوں کے تحت تین سب سے زیادہ متاثرہ ضلعوں میں، جہاں اسکول تباہ ہو گئے تھے، بچوں کے لئے 40 مراکز قائم کئے گئے ہیں تاکہ جب تک اسکول اور دوسری عمارتیں دوبارہ تعمیر نہیں ہو جاتیں، بچے یہاں پڑھ سکیں اور کھیل کود میں حصہ لے سکیں۔ ان مراکز میں تقریباً 2,000 بچے روزانہ 3 گھنٹے سے زیادہ دیر تک تخلیقی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں جہاں مانیٹر اور رضا کاران کی نگرانی کرتے ہیں۔

Book of the Month

منتخب کتاب

Highlighting books found in the IRC's and Lincoln Corners around Pakistan

Title:

Nine and Counting: The Women of the Senate

Authors:

Barbara Mikulski, Kay Bailey Hutchison, Dianne Feinstein and Others

Publisher:

Perennial. 2001. ISBN 0060197676

Description:

The nine women Senators of the 106th Congress (1999-2000) took quite different paths to arrive, together, at the pinnacle of American government. In Nine and Counting, they tell their personal and professional stories, hoping they can inspire women of all ages to get involved and make a difference.

Some began their journey simply as activist mothers who wanted a better deal for their families—but who encountered disrespect instead. Senator Patty Murray (Democrat; Washington) tells the now well-known tale about how she got started in politics after lobbying for funding for a school project and a state legislator told her she couldn't make a difference because she was "just a mom in tennis shoes."

Others were led into unforeseen directions by circumstance. Senator Kay Bailey Hutchison (Republican; Texas) recounts that armed with a law degree and turned down for jobs in her field since she would probably "get married and get pregnant," she wound up as a news reporter assigned to the Houston legislature, which eventually led her to a career in politics. Her advice to today's young women: "I can see that those rejections from law firms were the beginning of my future, even though at the time I thought they were the end. . . . Never give up. If a door closes, open a window."

Some knew from an early start that they were bound for public service. Senator Barbara Mikulski (Democrat; Maryland) had already begun a career in social service and grass roots organizing when she was called upon to fight a plan for a sixteen-lane highway that would run through an old Baltimore neighborhood. She was launched into the public eye when she stood up on a table with the rallying call: "The British couldn't take Fells Point, the termites couldn't take Fells Point, and damn if we'll let the State Roads Commission take Fells Point!"

Location: Lincoln Corner Islamabad

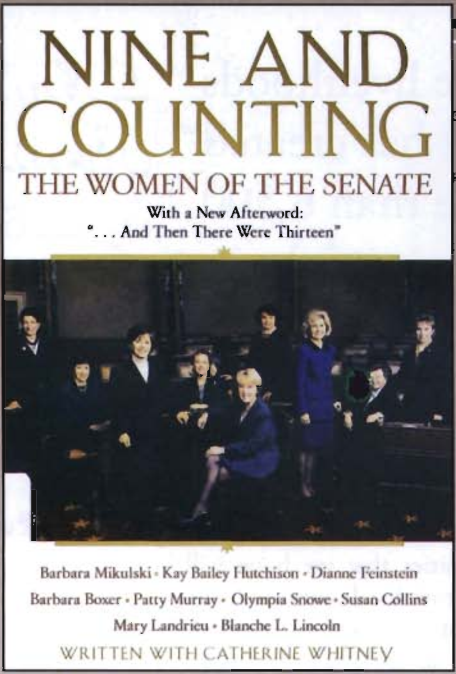

میگزین کے اس حصے میں پاکستان بھر میں آئی آر سیز اور لنکن کارنرز میں موجود کتابوں کو اجاگر کیا جاتا ہے

عنوان: Nine and Counting: The Women of the Senate

مصنفین: Barbara Mikulski, Kay Bailey Hutchison, Dianne Feinstein and Others

ناشر:

Perennial. 2001. ISBN 0060197676

تعارف:

106 ویں کانگریس (1999-2000) کی 9 خاتون سینیٹرز بہت مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے ایک ساتھ امریکی حکومت کے چوٹی کے ادارے سینیٹ میں پہنچی تھیں۔ کتاب ہذا میں یہ خواتین اِس توقع کے ساتھ اپنے ذاتی اور پیشہ ورانہ حالات بیان کرتی ہیں کہ ہر عمر کی دوسری خواتین کو بھی حوصلہ ملے گا کہ وہ آگے آئیں اور حالات میں بہتری لانے کے لئے کام کریں۔

ان سینیٹرز میں سے بعض نے اپنے کیریئر کا آغاز ماؤں کے حقوق کے لئے جدوجہد سے کیا جو اپنے خاندانوں کے لئے بہتر حقوق چاہتی تھیں۔ لیکن انھیں توہین آمیز سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔ واشنگٹن سے ڈیموکریٹ سینیٹر پیٹی مرے وہ داستان سناتی ہیں جو اب مشہور ہو چکی ہے کہ میں نے اُس وقت سیاست میں قدم رکھا جب میں نے ایک اسکول کے پروجیکٹ کیلئے فنڈز کے حصول کی غرض سے لابنگ کی اور ایک ریاستی اسمبلی کے ممبر نے مجھ سے کہا ''محض ٹینس شُوز پہننے والی ایک ماں کی حیثیت سے آپ کوئی کارنامہ انجام نہیں دے سکتیں''۔

جو دوسری سینیٹرز حالات کے ہاتھوں ایک نامعلوم منزل کی طرف رواں ہوئیں ان میں ٹیکساس کی ری پبلکن سینیٹر کے۔ بیلی ہچسن بھی شامل تھیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ میں نے قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد قانون کے شعبے میں ملازمت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن یہ کہتے ہوئے میری درخواست ٹھکرا دی جاتی تھی کہ آپ غالباً ''شادی کر لیں گی اور بچوں کی پرورش میں مشغول ہو جائیں گی''۔ بالآخر میں نے بطور نیوز رپورٹر ہیوسٹن کی مقننہ میں ملازمت اختیار کر لی۔ یہی ملازمت مجھے سیاست میں لے آئی۔ وہ کہتی ہیں، ''آج کی نوجوان لڑکیوں کو میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ میرے حالات سے سبق سیکھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ قانون کی کمپنیاں جب میری درخواست مسترد کرتی تھیں تو وہ دراصل میرے مستقبل کا آغاز تھا حالانکہ اُس وقت میں سمجھتی تھی یہ اختتام ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ کبھی ہمت نہ ہاریں۔ اگر کوئی دروازہ بند ہوتا ہے تو کوئی کھڑکی ہی کھول لیجئے''۔

بعض سینیٹرز کو ابتدا سے ہی یہ احساس ہو گیا تھا کہ انھوں نے عوام کیلئے کام کرنا ہے۔ میری لینڈ سے ڈیموکریٹ سینیٹر باربرا میکلسکی نے اپنے عوامی کیریئر اور نچلی سطح پر تنظیمی سرگرمیوں کا آغاز اُس وقت کیا جب انھوں نے 16۔لین کی اُس ہائی وے کے منصوبے کے خلاف جدوجہد کی جو بالٹی مور کے ایک علاقے فیلز پوائنٹ سے گزرنا تھی۔ وہ اُس وقت عوام کی نظروں میں آ گئیں جب وہ ایک میز پر کھڑی ہو گئیں اور للکار کر کہا: ''برطانیہ کی فوج فیلز پوائنٹ پر قبضہ نہیں کر سکی تھی۔ دیمک بھی فیلز پوائنٹ کا کچھ نہیں بگاڑ سکی لیکن اگر آج اسٹیٹ روڈ کمیشن ہم سے فیلز پوائنٹ چھین لیتا ہے تو ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے''

Ask the Consul

"Your chance to ask the Consul General at the US Embassy, Islamabad your visa related questions"

قونصل سے پوچھئے

آپ امریکی سفارتخانہ اسلام آباد کے قونصل جنرل سے ویزا سے متعلق سوالات پوچھ سکتے ہیں

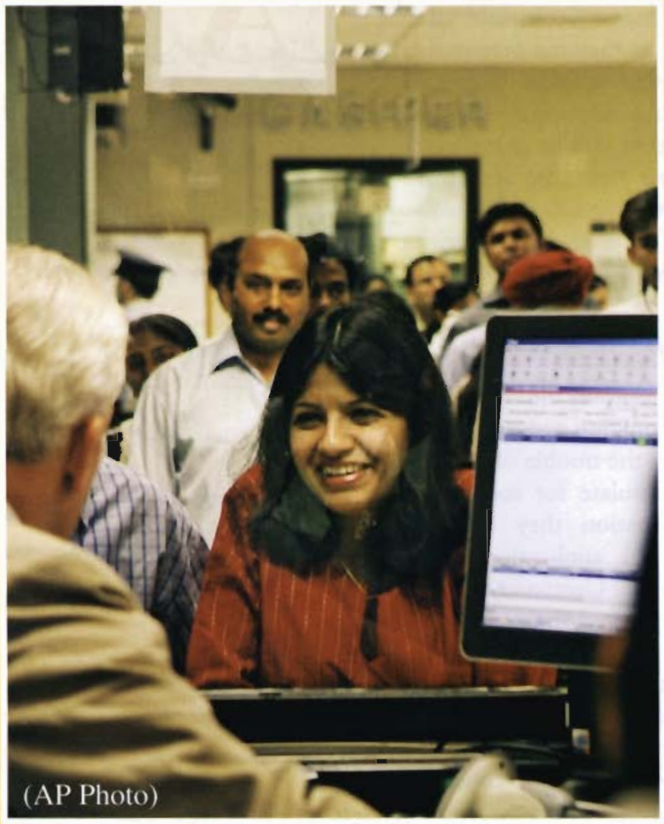

(AP Photo)

Q: I have heard that the U.S. will soon change the visa application form to a web-based application. Can you please explain how this will affect the application process?

A: The U.S. State Department's Bureau of Consular Affairs developed the DS-160 web-based nonimmigrant visa (NIV) application to incorporate all existing NIV applications into one interactive, online form. It replaces the three forms that made up the Electronic

سوال: میں نے سنا ہے کہ امریکہ جلد ہی ویزا کی درخواست میں تبدیلی لاتے ہوئے اس ویب پر مبنی درخواست کی شکل دے رہا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس سے درخواست دینے کے عمل پر کیا اثر پڑے گا؟

جواب: امریکہ کے محکمہ خارجہ کے قونصلر امور کے بیورو نے ویب پر مبنی DS-160 نان امیگرینٹ ویزا (NIV) درخواست تیار کی ہے جس میں موجودہ تمام NIV درخواست فارموں کو یکجا کر کے ایک اِنٹر ایکٹو آن لائن فارم میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ یہ فارم اُن تین فارموں کی جگہ تیار کیا گیا ہے جو

Visa Application Form (EVAF). With demand for U.S. visas continuing to increase worldwide, the Bureau of Consular Affairs is committed to using new technologies to improve the efficiency and accuracy of the visa application process. The DS-160 NIV application takes advantage of new technologies to better serve our visa applicants.

Q: How is this different from the other online forms the DS-160 replaced?

A: Applicants will continue to complete visa application forms on-line, as they did previously with the EVAF. We now provide "pop-up" translations of questions in many widely spoken languages, but the form must still be completed in English. With the new form, the applicant will have to upload a visa photograph, and submit the form via the Internet. The applicant will print just one confirmation sheet upon completion of the DS-160.

Q: How is this better for applicants?

A: The new DS-160 form improves the likelihood of collecting required information accurately the first time, saving applicants the trouble of having to return to the U.S. Consulate for successive interviews because information they entered into the non-immigrant visa application form was incomplete or inaccurate. Customer service surveys at posts that have piloted the use of the DS-160 indicate greater applicant satisfaction with the DS-160 than with the form it replaced. And, because the form is web-based, we have the ability to revise and improve the DS-160 as necessary. We will also have the ability to conduct various forms of pre-processing and pre-screening of the applicant's data in advance of the interview, which should reduce processing delays.

Q: When will the DS-160 be implemented?

A: Islamabad and Karachi will fully implement the DS-160 by March 1, 2010, for all applicants, with the exception of Ks. Until further notice, K visa applicants should continue to use the DS-156 and DS-156K instead of the DS-160.

الیکٹرانک ویزادرخواست فارم(EVAF) میں شامل ہوتے تھے۔ چونکہ دنیا بھر میں امریکی ویزوں کی مانگ مسلسل بڑھ رہی ہے اس لئے قونصلرامور کا بیورونئی ٹیکنالوجی استعمال کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے تاکہ ویزا درخواستوں کی پروسیسنگ میں تیزی آئے اور یہ کام زیادہ درستگی کے ساتھ مکمل کیا جائے۔DS-160 NIV درخواست فارم میں نئی ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھایا گیا ہے تاکہ ہم ویزا کے درخواست دہندگان کی بہتر طور پر خدمت کرسکیں۔

سوال: DS-160 فارم نے جن دوسرے آن لائن فارموں کی جگہ لی ہے، یہ اُن فارموں سے کس طرح مختلف ہے؟

جواب: اب بھی درخواست دہندگان بدستور آن لائن ویزادرخواست مکمل کرتے رہیں گے جیسا کہ وہ پہلے EVAF فارم کی صورت میں کرتے تھے۔اب ہم سوالات کا ''پاپ اپ'' ترجمہ بھی مہیا کرتے ہیں جو بڑے پیمانے پر بولی جانے والی زبانوں میں ہوتا ہے؛ تاہم فارم بہرحال انگریزی زبان ہی میں پُر کرنا ہوگا۔ نئے فارم کے ساتھ درخواست دہندہ کواب ویزا فوٹوگراف اَپ لوڈ کرنا ہوگا اور فارم بذریعہ انٹرنیٹ بھیجنا ہوگا۔درخواست دہندہ کوDS-160 فارم مکمل کرنے پر صرف ایک کنفرمیشن شیٹ پرنٹ کرنا ہوگی۔

سوال: یہ فارم درخواست دہندگان کے لئے کس حد تک پہلے فارم سے بہتر ہے؟

جواب: نئےDS-160 فارم سے یہ امکان بڑھ جائے گا کہ تمام مطلوبہ معلومات صحیح طور پر ایک ہی مرتبہ وصول ہوجائیں گی اوراس طرح درخواست دہندہ اُس تکلیف سے بچ جائے گا جواُسے پہلے اٹھانا پڑتی تھی کیونکہ اُس نے نان امیگرینٹ ویزادرخواست فارم پر جومعلومات دی ہوتی تھیں ان کی تصحیح کیلئے اُسے بار بار انٹرویو کے لئے امریکی قونصل خانے آنا پڑتا تھا۔جن جگہوں پر-160DS فارموں کے استعمال کا تجرباتی آغاز کیا گیا تھا وہاں کسٹمر سروس کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سابقہ فارم کی جگہ DS-160 فارم کے استعمال کی وجہ سے درخواست دہندگان زیادہ مطمئن ہیں۔چونکہ یہ فارم ویب پر مبنی ہے اس لئے ہم ضرورت پڑنے پر اس پر آسانی سے نظر ثانی اور اصلاح کر سکتے ہیں۔ہم انٹرویو سے پہلے درخواست دہندگان کے ڈیٹا کی پری پروسیسنگ اور پری اسکریننگ کے فارموں کو حتمی شکل دینے کا کام بآسانی کرسکیں گے جس سے پروسیسنگ کے کام میں ہونے والی تاخیر میں کمی آئے گی۔

سوال: DS-160 فارموں کا استعمال کب سے شروع ہورہا ہے؟

جواب: اسلام آباد اور کراچی میں سوائے K ویزا کے باقی تمام قسم کے ویزوں کے لئےDS-160 فارموں کا مکمل استعمال یکم مارچ2010 سے شروع ہو جائے گا۔تا ہم تا اطلاع ثانی Kویزا کے درخواست دہندگانDS-160 کی بجائے بدستورDS-156 اورDS-156K فارموں کا استعمال جاری رکھیں گے۔

Videography

وڈیوگرافی

ماحول: گلوبل وارمنگ

http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1341017897

اقوام عالم مل جل کر گرین ہاؤس گیسوں اور انسانی سرگرمیوں کے ماحول پر اثرات کو کم کرنے کیلئے مل جل کر کام کر سکتے ہیں۔

Environment: Global Warming

http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1341017897

Nations can work together to reduce greenhouse gases and lessen the impact of human activities on the environment.

Environment: Climate Change

http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1459170186

The development of clean renewable energy sources by countries around the world may help to avert or lessen climate change and meet growing worldwide energy needs.

ماحول: موسمیاتی تبدیلی

http://www.america.gov/multimedia/video.html?videoId=1459170186

دنیا بھر کے ممالک کی جانب سے دوبارہ قابل استعمال صاف توانائی کے وسائل کے فروغ سے ماحولیاتی تبدیلی کو روکا یا کم کیا جا سکتا ہے اور توانائی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

Published by the U.S. Embassy, Islamabad شائع کردہ سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ، اسلام آباد